



EVEREST EDUCATIONAL SOCIETY'S

Dr. Zakir Hussain College of Education

Mhaismal Road, Khuldaabad, Dist -Aurangabad, (M.S)

(Affiliated to Dr. Babasaheb Ambedkar Marathwada University, Aurangabad.)

College Code - EA340908

Web-<https://drzhedu.in>

NCTE Code-123119

Principal:

Dr. ShaikhFiroj

M.A., M.Ed., M.Phil.Edu)

Ph.D. (Edu),

Mob: 9326069915

Ref. No.:

Date:10/09/2024

JUSTIFICATION LETTER 3.3.1

This is to be justified that the college has uploaded the data in the prescribed format with calendar year to be considered in this metric publication done in 2023 be considered in 2023-2024, and uploaded the cover page, content page of the selected publications in English version along with regional language, year wise for the last five years with clearly scanned and sealed and signed by the Principal of the college books without ISBN.

Kindly, consider it.

Thank you.

Principal

Dr. Zakir Hussain College of Education
Khuldaabad, Dist. Aurangabad



EVEREST EDUCATIONAL SOCIETY'S

Dr. Zakir Hussain College of Education

Mhaismal Road, Khultabad, Dist –Aurangabad, (M.S)

(Affiliated to Dr. Babasaheb Ambedkar Marathwada University, Aurangabad.)

College Code - EA340908

NCTE Code-123119

Principal

Dr. Shaikh Firoj

M.A., M.Ed., M.Phil. (Edu), Ph.D. (Edu.)

Mob: 9326069915

Web-<https://drzhedu.in>

Ref. No.: 447

Date:10/09/2024

3.3.1 Number of research papers published per teacher in the Journals notified on UGC CARE list during the last five years

Title of paper	Name of the author/s	Department of the teacher	Name of journal	Calendar Year of publication	ISSN number	Link to the recognition in UGC enlistment of the Journal /Digital Object Identifier (doi) number		
						Link to website of the Journal	Link to article / paper / abstract of the article	Is it listed in UGC Care list
Mahila naw udyojikana arthik sahaiye deniyasathi kendra shasnachiya udyog vishayek vividh yojana	Dr. Feroz Farooq Shaikh	Education	Excel's International Journal Of Social Science & Humanities	April-2022 Vol.II No.22	2277-7539 (Print)	Excel Publication House Aurangabad		
Grameen Bhagatil Muslim Samajayachiya Vikasasathi Uchch Shikshnachi	Dr. Feroz Farooq Shaikh	Education	Navjyot	June-2024 Vol.XIII Issue.II	2277-8063	Housa Publication House Kolhapur		


Principal
Dr. Zakir Hussain College of Education
Khuldabad, Dist. Aurangabad



Efforts Needed For Better Access To Education Of Minorities: A Review	Dr. Feroz Farooq Shaikh	Education	Minority Discourses Multidisciplinary Approaches		978-93-82504-04-6	Aurangabad	
Decolonizing: A Study Of Indian Education	Dr. Feroz Farooq Shaikh	Education	New Voices Multidisciplinary Studies	Dec.-2011 Vol.I Issue.IV	2231-3249	Aurangabad	
Total Quality Management: A Study	Dr. Feroz Farooq Shaikh	Education	New Voices Multidisciplinary Studies	Oct.-2012 Vol.II Issue.III	2231-3249	Aurangabad	
Navin Prkalpancha Prichay Chirantan Vikasasathiche Upkaram Rabaotana Yenarya Adhchanicha Shodh wo Upay Yojana	Dr.P.G. Kawle	Education	International Journal Of Extensive Education & Interdisciplinary Research	July-2013 Vol.I Issue III	2320-1660	Government College IASE Publication House aurangabad	www.IASE Aurangabad.org
Vidhyarthiya Madhil Adhiyan Vishayk Sawaincha Abhiyas Wo Adhiyan Vishayk Sawai Jopasniyachya Drushtine Upay Yojna Sochvine	Dr.P.G. Kawle	Education	International Journal Of Extensive Education & Interdisciplinary Research	Jan-2014 Vol.I Issue I	2320-1460	Government College IASE Publication House aurangabad	www.IASE Aurangabad.org

(Signature)
Principal



Women In B. Ed College Of Marathwada Region	Dr.P.G. Kawle	Education	Journal Of Research &Development	Dec.-2020 Vol.4 Issue 1	2230-9578	Prashant Publication Jalgaon	www.Jrdrvb.com
Comparative Study Of Aerobic Capacity Among Judo & Boxing Players	Syed Riyazuddin	Education	Phonix International Journal For Psychology & Social Sciences	Feb-2020 Vol.4 Issue 1	2456-5180	Phonix Intervention Center, Delhi	
Elakha Marathwada Mein Urdu Ki Nashonuma Ka Jaiza	Shaikh Rubeena Tabassum Sk. Chand	Arts	AKS-E-ADAB	Jan to March 2021	2320-6519	Aks-E- Adab (Quaterly) Aurangabad	42266
Education with Sovereignty & Strength	Dr. Jwala Ramkrishna Ragde	Education	Internationa Journal of Trend in Scientific Research & Development	July-Aug.-2021 Vol.5 Issue 5	2456-6470	www.ijtsrd	IJTSRD 43906


 Principal
 Dr. Zakir Hussain College of Education
 Khuldabad, Dist. Aurangabad

علاقہ مرٹھواڑہ میں اردو کی نشوونما کا جائزہ



شیخ روبینہ تبسم شیخ چاند
(پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر)
ڈاکٹر عقلم سید نوٹ (ریسرچ گائیڈ)
پرنسپل آرٹس، کانس میڈیا کالج
سہیل پورہ (بیڑ) موبائل : 9960220918

تعمیر : اردو کسی ایک علاقے یا صوبے یا کسی ایک مذہب کے ماننے والوں کی زبان نہیں ہے بلکہ تقریباً ہندوستان کے تمام صوبوں میں رابطے کی زبان (link language) کی حیثیت سے صدیوں سے رائج ہے۔ ہندوستان کے مختلف حصوں میں اردو مادری یا ثانوی زبان کی حیثیت سے بولی جاتی ہے۔ اس میں جنوبی ہند کا اہم رول رہا ہے۔ اس کی تاریخ بھی صدیوں پرانی ہے۔ اس سرزمین پر مسلمانوں کی آمد سے پہلے کئی ہندو راجاؤں کے عروج و زوال کے نقوش تاریخ اپنے صفحات پر چھوڑ چکی تھی۔ جواب قصہ پارینہ بن چکی ہے۔ یہاں دراوڑی قوم کی ثقافت اور ان کی زبانوں کی نشوونما کئی صدیاں بیت چکی ہیں۔ علاؤ الدین خلجی کی فتوحات دکن ۱۳۲۵ء سے مسلمانوں کے سیاسی تسلط کا آغاز ہوا۔ اس طویل عرصہ میں یہاں کئی خاندانوں کے بادشاہوں کی حکومتیں کیے بعد دیگرے قائم ہوئیں اور مٹ گئیں۔ سیاسی انقلابات اور جنگوں کی وجہ سے سیاسی روابط ہمسایہ حکومتوں سے دوستانہ رہے۔ ان کے ادب اور یہاں کی تہذیب میں براہرتنی ہوتی رہی۔

فرشتہ نے اپنی تاریخ کی کتاب میں لکھا ہے کہ سرکاری کاموں کے لیے دیسی زبان ہی استعمال کی جاتی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں جلد ہی اردو زبان نے رواج

رہا عکس ادب

پالیا۔ انیسویں صدی کے آغاز تک سرکاری زبان فارسی تھی۔ لیکن ملک میں اردو زبان ہر طرف عام ہو گئی تھی۔ اردو بول چال کی زبان تو ایک عرصے سے تھی لیکن اب یہی زبان لکھنے پڑھنے کے کام آنے لگی تھی۔ اس کی مقبولیت اور ہمہ گیری کو دیکھتے ہوئے ۱۸۳۲ء میں اردو کو سرکاری زبان کا درجہ دے دیا گیا۔ اس قدم سے اردو کی ترقی کی راہیں کھل گئیں اور ہر طرف اسی کا چلن ہو گیا۔

ہذا علاقہ مرٹھواڑہ میں اردو نشوونما کا مختصر جائزہ :

مولوی عبدالحق نے اورنگ آباد سے پہلی مرتبہ اردو میں سائنس نامی پرچہ جاری کیا اور اس کے ساتھ ساتھ اردو نامی رسالہ کے ذریعہ تحقیق و تنقید کو اردو سے صحیح معنی میں روشناس کروایا۔ اسی دور میں ان کی مشہور انگریزی اردو ڈکشنری کا کام بھی ہوتا رہا۔

شیخ چاند، محمد امیر، سکندر علی وجد جیسے نوجوانوں نے اپنے اپنے طور پر اردو کی بھرپور خدمت کی اس دور میں سودا پر شیخ چاند کا مشہور مقالہ، سکندر علی وجد کی نظمیں نظر آتی ہیں۔ اسی دور میں مولوی عبدالحق نے فرہنگ پیشہ واران کے نام سے مختلف رسالے شائع کروائے۔ جس میں زراعت گری وغیرہ کے اصطلاحات کے اردو ترجمے کیے گئے۔ اس وجہ سے اورنگ آباد کو مرکزی حیثیت حاصل رہی لیکن مرٹھواڑہ کے دوسرے اضلاع خصوصاً پر بھنی اور تاندیڑ میں بھی اردو کا کام جاری رہا۔ اس دور میں اورنگ آباد میں عادل اورنگ آبادی، ولایت علی وغیرہ کے نام اہم ہیں۔ ان شعراء کے بعد نئے تعلیم یافتہ شعراء وادیب منظر عام پر آئے جن میں

سکندر علی وجد، محمد امیر، غلام طیب، یعقوب شاہانی اور اختر الزماں ناصر وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ ان میں پہلے تین حضرات نے خصوصاً نظم پر توجہ دی جالت، تاندیڑ اور پر بھنی میں غزل اور خصوصاً کلاسیکی غزل کو شعراء اردو کی خدمت انجام دیتے رہے۔

۱۹۲۸ء کے بعد ریاست حیدرآباد ہندوستان کا ایک حصہ بن گئی اور یہاں کے لکھنے والے ایک وسیع تر ماحول میں مختلف مسائل سے نبرد آزما ہوئے۔ چنانچہ ۱۹۵۳ء کے آس پاس نئے لکھنے والوں کا ایک نمایاں گروہ سامنے آیا۔ جن میں قاضی سلیم، بشر نواز، وحید اختر، حمایت علی شاعر، عبدالرؤف عروج، شفیق فاطمہ شعری، قمر اقبال جے۔ پی۔ سعید وغیرہ شامل ہیں۔ ادھر پر بھنی میں میر ہاشم امداد اللہ اشعر اور سمیل وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ بیڑ میں احسن یوسف زئی، مائل اور شاہ حسین مہری وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

۱۹۵۰ء کے بعد مرٹھواڑہ کے لکھنے والوں نے افسانہ اور تنقید کی طرف توجہ دی چنانچہ افسانہ نگاروں میں رفعت نواز، محمود تکلیل، الیاس فرحت، سریندر کمار اور رشید انور کے نام قابل ذکر ہیں۔ اسی دور میں عصمت جاوید شیخ، فضیل جعفری، جوگیندر پال اور علی جعفری وغیرہ نے تنقید و افسانہ نگاری کی بیش بہا خدمت انجام دی گو کہ یہ لوگ مرٹھواڑہ سے تعلق نہیں رکھتے ہیں۔ لیکن ان کا تخلیقی کام اورنگ آباد کی ادبی فضاء میں انجام پایا۔ مرٹھواڑہ میں اردو کا وہ سفر جو تقریباً دسویں صدی سے شروع ہوا تھا۔ مختلف مراحل سے ہوتا ہوا آج تک جاری ہے۔ چنانچہ آج بھی یہاں نئے لکھنے والے معروف قلم کار دکھائی دیتے ہیں۔ جن میں جاوید ناصر، ڈاکٹر ارتضیٰ فضل، رعنا حیدری اور فاروق شمیم خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ جنہوں نے بہت جلد اردو دنیا کو

Principal

اپنی طرف متوجہ کیا۔

ان کے علاوہ اور بھی کئی ایسے لکھنے والے ہیں جو اپنے طور پر ادبی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ان کے بارے میں ابھی کوئی رائے قائم کرنا قبل از وقت ہوگا۔ مرثواڑہ کے جدید تر لکھنے والوں میں خان شمیم، نور الحسنین، قاضی رئیس، وحید کلیم رؤف، انجم، سحر سعیدی عارف خورشید، اسلم مرزا اور ڈاکٹر یوسف صاحب کا شمار ہوتا ہے۔

عبدالحق کی کوششوں سے آل انڈیا مشاعرے منعقد کئے گئے، یوم ولی منایا گیا۔ جن میں کئی مشاہیر نے شرکت کی مبارکباد سرکشن پرساد کی صدارت میں مقبرے میں مشاعرہ منعقد کیا گیا۔ جس میں ایک طالب علم ایک اچھے شاعر کی حیثیت سے منظر عام پر آیا جس کا نام سکندر علی وجد تھا۔ جنہوں نے کہا۔

خاک ساری کو چھپانے کے لئے
وجد مغرور نظر آتا ہے

اردو کو بردل عزیز بنانے میں کئی اداروں نے بھی کام کیا۔ ان میں خاص طور پر بزم غم، حلقہ احباب، صدر انجمن، امدانساں، انجمن مفیدنساں، انجمن خوانسنگار، ترقی محمدیہ، بزم نسیم وغیرہ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ یہ ادارے خواص کے تھے۔ عوام نے اپنے لئے شان کتر، نارہ نوری، ملوی وغیرہ جماعتیں بنائیں۔ ان کے پیچھے اکثر پڑھنے لکھنے ہاتھ تھے۔ اس طرح اس دور میں بھی اردو جاری و ساری رہی اور ترقی کی طرف قدم بڑھاتی رہی۔ لیکن آزادی کے بعد اسے چٹانوں سے پانی نکالنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ مضبوط و آہنی دیواروں اور روایتی ہندو مسلم ملن کے سامنے یہ چٹانیں موم ہی تو ہیں۔ ادبی انجمنوں میں اختر الزماں ناصر مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے یوم اقبال کی بنیاد ڈالی۔ لائبریریوں کا قیام

عمل میں آیا۔ اس طرح اس دور کے نئے لکھنے والوں کو ادبی فضاء میسر ہوئی۔ ۱۹۵۰ء کے بعد مطلع ادب انجمن کا قیام عمل میں آیا۔ جس میں بے پی سعید صاحب نے دلچسپی کی مختلف جلیے کروائے۔ جس کے تحت ادبی مضامین، غزلیں، نظمیں اور افسانے پڑھے جانے لگے اور ساتھ ہی بحث و مباحثے ہونے لگے۔ جن کے نتائج ذہنی تربیت و ادبی ترقی کے لئے خوشگوار ثابت ہوئے اور پھر قاضی سلیم اور وحید اختر کی رہنمائی میں حلقہ ادب نامی انجمن منظر عام پر آئی۔

یہ بات ہمارے لئے باعث فخر ہے کہ مرثواڑہ کی سرزمین نے نہ صرف مرد فنکار پیدا کئے بلکہ اس علاقے کی زرخیز مٹی نے خواتین فنکاروں کو بھی جنم دیا۔ آزادی کے بعد چونکہ شاعرات کو اپنے اظہار کے لئے ماحول سازگار ملا۔ اس طرح بہت سی خواتین شعراء منظر عام پر آئیں۔ جن میں بعض شاعرات نے نظمیہ ادب منتخب کیا اور نظم کو اپنا ذریعہ اظہار بنا کر اپنی راہ کا تعین کیا۔ اس نظمیہ شاعری کے اہم نام وحیدہ نسیم، رفیہ سلطانہ، مہر سلطانہ، شفیقہ فاطمہ شعری، رعنا حیدری وغیرہ ہیں۔ ان تمام شاعرات نے ایک ایسے دور میں نظمیہ شاعری کی بنیاد ڈالی۔ جو غزل کا دور کہلاتا تھا۔ اور ایسے دور میں جب کہ چاروں طرف غزل کا چرچا عام تھا۔ اپنے اظہار کے لئے نظمیہ انداز کا انتخاب کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اپنے اظہار کے لئے الگ راستہ پنہنے کی خواہش رکھتی تھیں۔ ان کا کلام اردو ادب کی خاطر خواہ ترقی میں مددگار ثابت ہوا۔

۱۶۰ اعتراف : وہ زبان جو علاؤ الدین خلجی اور محمد تغلق کی آمد کے بعد نئی زبان بنی شروع ہوئی تھی۔ رفتہ رفتہ نکھرتی گئی اور زمانے کی تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ زبان میں بھی تبدیلیاں آتی گئیں اور مختلف فنکاروں

نے اپنے اپنے طور پر اپنے فن میں ان تبدیلیوں کو سمونے کی کامیاب کوشش کی اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ اس لئے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ نہ صرف اردو زبان بلکہ اردو ادب کی تشکیل اور ترقی میں مرثواڑہ کا اہم کردار رہا ہے۔

☆☆☆

(طنز و مزاح)

غزل



چشتی سلیم بیدرد (پرچمنی)

موبائل : 9970414056

اب نیک صالح بیگم کی بات کیا کریں
دنیا سے نرالے ہیں یہ حالات کیا کریں
مرضی کے برخلاف کوئی کام ہو ان کے
ہوتی ہے گالیوں کی برسات کیا کریں
خاموش بھی رہو تو وہ رہتے نہیں دستیں
نکمرائے سواری ہی تو محتاط کیا کریں
مہمان کے روبرو خاموش ہے رتی
تنبہائی میں کرتی وہ ہیں سوالات کیا کریں
کچھرا کہا گیا تو یہ بریانی پکائے
ملتے نہیں ہمارے خیالات کیا کریں
کھانا ہے کھاؤ زیادہ نخرے نہ دکھاؤ
دیتی ہیں ایسے تلخ جوابات کیا کریں
تباہ وہ مجھے چھت پہ سلاتی ہیں ہر اک روز
ہر شب کو گذرتی ہے ظلمات کیا کریں
پوچھو نہ کیسے کتنی ہے بیدرد روز رات
گاتے ہیں ہم کمیش کے نعمات کیا کریں

Principal

اردو زبان و ادب اور کلاسیکی زبانوں میں ذریعہ ابلاغ و ترسیل کی حیثیت

شیخ روینہ تمبشم شیخ چاند

پبلیکیشن ڈی ریسرچ اسکالر، ضلع میٹھ، مہاراشٹر

اردو زبان و ادب میں ذرائع ابلاغ کے بارے میں جاننے سے پہلے اردو زبان کے بارے میں جاننا ضروری ہیں۔ کہ زبان کا مختلف مراحل کو طے کرتے ہوئے ادب میں اس کی شمولیت یا اردو زبان پر ادب کس طرح منحصر ہوئی۔؟ ادب کی داخلیت انسان کی زندگی کا اہم مرکز کس طرح بن گئی۔؟ درس و تدریس کے عمل میں اردو زبان و ادب میں ذریعہ ابلاغ و ترسیل کی حیثیت کس طرح سے شامل ہو گئی۔؟ کلاسیکی زبان کیسے کہتے ہیں؟ ایسے بہت سے سوالات کے جوابات اٹھانے اور سمجھنے کے لئے اس عنوان کو الگ الگ نجز میں بانٹا گیا۔ تاکہ دماغی الجھن دور ہو سکیں۔ ان سبھی باتوں پر منحصر جوابات کی عکاسی اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ اردو زبان و ادب میں ذرائع ابلاغ کا ہونا بہتر انسانی زندگی کا باعث ہوتا ہے۔

کائنات میں حیات کا ارتقاء خود انسان کے ارتقاء کی تاریخ بن جاتا ہے۔ اسی طرح زبان کا ارتقاء کسی تہذیب کی تاریخ کا زرین باب بن جاتا ہے۔ اللہ رب العزت نے کائنات میں ہر ذی روح کو زبان بخشی اور آواز کی قوت عطا کی۔ لیکن آواز کو بولنے اور حروف ادا کرنے کی طاقت صرف انسان کو عطا کی۔ یہی وہ جذبہ کہ بولتی زبان انسانی شعور کی علامت ہے۔ اور اسی سے وہ زندگی میں نئے نئے رنگ بھرتا ہے۔ اسی لیے زبان معاشرت کے پہلے درجے سے شروع ہو کر انسانی معاشرت کے ساتھ ساتھ ارتقائی منازل طے کرتی ہے۔ انسانی زندگی کا پہلا اور بنیادی ادارہ بن جاتی ہے۔ انسانی شعور اسے نکھارتا ہے۔ خیالات و فکر کا نظام اسے روشنی دیتا ہے۔ لیکن دنیا کی ہر زبان میں لسانی عمل اور ادب کی تخلیق کے درمیان وقت کا ایک طویل فاصلہ ہوتا ہے۔ لسانی ارتقاء کی تاریخ جب ایک ایسی منزل پر پہنچ جاتی ہے۔ جہاں محسوس کرنے والا انسان، سوچنے والا، ذہن اور اپنے ماضی الغنمیر کو دوسروں تک پہنچانے والے افراد اس زبان میں اپنی صلاحیتوں کے اظہار کی سہولت پاتے ہیں تو ادب کی تخلیق اپنا سر نکالتی ہے۔

زبان ایک زندہ حقیقت ہے زبان کی تخلیق انسان کی سب سے بڑی ایجاد ہے۔ جس میں مسلسل تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔ اور یہی تبدیلیوں کے دوران بولیاں زبان میں تبدیل ہوتی ہے۔ بولنے کے لئے اپنے احساسات جذبات و خیالات کو دوسروں تک پہنچانے کے صوتی اور لفظی وسیلے کو زبان کہتے ہیں۔ زبان کے استعمال کا دائرہ وسیع ہوتا ہے۔ اور بولیوں کا محدود زبان زندگی ہے۔ ایک لسانی حقیقت ہے کہ زبانوں کی تشکیل میں بولیوں کی بڑی اہمیت ہے۔ زبان اور بولی میں کیا فرق ہے۔ تو اس کا سیدھا سا جواب ہم یہ دے سکتے ہیں کہ زبان کا دائرہ وسیع ہوتا ہے۔ اور بولی کا محدود ہوتا ہے۔ زبان کے بولنے والوں کی تعداد دور دور تک پھیلی ہوتی ہے جبکہ بولی بولنے والوں کے تعداد مخصوص جغرافیائی حدود ہوتے ہیں۔ ایک زبان کے علاقے میں کئی بولیاں بولی جاسکتی ہے۔ لیکن ایک بولی والے علاقے میں کئی زبانیں نہیں ہو سکتیں۔

امریکی ماہر لسانیات وینے (Whitney) کا نظریہ ہے کہ

"زبان اور بولیوں کا تعلق ایک دائرے کی شکل میں رہتا ہے۔ زبان کچھ عرصے بعد بولیوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ یہ بولیاں پھر زبان کی شکل اختیار

کرتی ہیں۔ اس طرح یہ چکر پورا پورا چلتا رہتا ہے۔" (اورنگ آباد ٹائمز سن 1992)

زبان ہی اپنے علاقے کے لب و لہجہ اور اپنی تہذیب کو الفاظ کا جامہ پہناتی ہے۔ یہ کہا جائے تو غلط نہ ہو گا کہ زبان اپنے علاقے کو زندگی عطا کرتی ہے۔ اور دوسری صورت میں اظہار کے بغیر علاقہ بے جان رہے گا۔ مختلف علاقوں کو اپنی منفرد پہچان دراصل زبان و ادب کے ذریعے ہی بن جاتی ہے۔ اور دوسرا پہلو یہ کہ زبان کی تشکیل میں علاقہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ علاقہ زبان بناتا ہے اور زبان کی پہچان بنتی ہے۔ اس سے نہ صرف لسانی تشکیل کا عمل جاری رہا بلکہ علم و ادب کو فروغ بھی حاصل ہوا۔ یہ زبان کا ہی طلسم ہے جو زبان اور کلمچر سے اپنی زندگی میں نئے معنی پیدا کر کے نئے شعور اور احساس کو جنم دیتی ہے۔

جب اظہار کے سانچے سڈول ہو گئے تھے۔ اور زبان نے قابل لحاظ حد تک ترقی کی منزلیں طے کر لی تھیں۔ یہاں تک کہ اردو نے آہستہ آہستہ فارسی کو پیچھے ہٹا کر اپنا قدم آگے بڑھانا اور تیزی سے رنگ بدلنا شروع کیا۔ ایک مصنف اگر خود اپنی ایک تصنیف کو دوسرے سن کی تصنیف سے مقابلہ کرے تو زبان میں فرق پائے گا۔

اردو کسی ایک علاقے یا صوبے یا کسی ایک مذہب کے ماننے والوں کی زبان نہیں ہے بلکہ تقریباً ہندوستان کے تمام صوبوں میں رابطے کی زبان (link language) کی حیثیت سے صدیوں سے رائج ہے۔ یہاں تک کہ جب 1956ء میں ہندوستان کی مختلف ریاستوں کو لسانی بنیاد پر از سر نو تقسیم کر کے نئی لسانی ریاستیں تشکیل دی گئیں۔ لیکن نظام حیدرآباد اور دیگر ریاستوں میں ایک لسانی، ذوالسانیت، کثیر لسانیت کی زبانوں کی وجہ سے اردو صدیوں سے ان تمام مختلف زبانوں کے یونے والوں کے درمیان رابطے کی زبان کا کام انجام دیتی آئی ہے۔ ہر جگہ اور ہر زمانے میں انسانوں کی بڑی اکثریت ایک لسانی رہی اور شاید ابھی ایک مدت تک ایک لسانی ہی رہے گی۔ مہاتما گاندھی نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ ہر ہندوستانی پیدا انٹی طور ہندو لسانی ہوتا ہے۔ جس کے بل بوتے پر انسان اپنے تہذیبی ورثے پر دسترس حاصل کرتا ہے۔ اسکو اپنی شخصیت اور کردار میں جذب کرتا ہے اپنے انفرادی اور سماجی وجود کو اس کے ساتھ ہم آہنگ کرتا ہے۔ پھر خود بھی اس پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اور آخر کار مزید نشوونما و ارتقاء کے لیے اُسے آنے والی نسل کے حوالے کر دیتا ہیں۔ آج تہذیب کا وجود اس لیے ہے کہ انسان موثق وقت ہے اور انسان اس بناء پر موثق وقت ہے کہ وہ زبان کے ہتھیار سے مسلح ہے۔ پھر یہ کہنا کیوں غلط ہو کہ انسانی تہذیب و تمدن کا عمل زبان اور زبان دانی ہی کی بنیادوں پر تعمیر ہوا ہے۔

ادب:

ادب اس تحریر کو کہتے ہیں جس میں روزمرہ کے خیالات سے بہتر خیالات اور روزمرہ کی زبان سے بہتر زبان کا اظہار ہوتا ہے۔ ادب انسانی تجربات کا نیچوڑ پیش کرتا ہے۔ جو بات زبانی ہوتی ہے اس میں فکر کا عنصر زیادہ نہیں ہوتا۔ یعنی وہ زیادہ سوچی سمجھی بات نہیں ہوتی۔ اس کے برخلاف جب کوئی چیز لکھی جاتی ہے تو لکھنے والے کا دماغ وقتی طور پر اس خیال کی طرف مرکوز ہو جاتا ہے۔ اور اس وقت اچھی طرح سوچ لیتا ہے کہ یہ بات لکھنے کے لائق ہے یا نہیں۔ اور اس لئے جو بات لکھی جاتی ہے وہ بالکل واضح، صاف، دقیق اور جامع ہوگی۔ کیونکہ لکھتے وقت انسان کا ذہن یونے کے مقابلے میں زیادہ یکسوئی سے کام کرتا ہے۔ اور وہ اس وقت چند ذہنی تجربوں سے گزرتا ہے۔ اور اس وقت جو خیال بھی لکھا جاتا ہے۔ وہ زیادہ گہرا اور زیادہ رچا ہوا ہوتا ہے۔ اس لئے انسان نے الفاظ کے ذریعہ اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس لئے ادیب کا کام ہے کہ مناسب اور صحیح لفظوں کا تعین کریں بھلے ہی لفظ کے لغوی معنی تو وہی ہوں گے لیکن ہر شخص کے ساتھ اس کا اپنا تصور وابستہ ہوتا ہے۔ اس میں ہر شخص کے اپنے تجربات کی رنگ آمیزی بھی ہوتی ہے۔ اچھے ادیب کا کام یہ ہے کہ الفاظ کی جن خصوصیات اور اس کے اپنے مزاج سے جو صحیح تصور اس کے ذہن میں آتا ہے۔ اسے صحیح طور پر گرفت میں لے اور دوسروں تک پہنچا دے۔

ہر زبان کے پاس الفاظ کا زبردست ذخیرہ ہوتا ہے۔ اسی کی مدد سے ادب نے بہت سے انسانی رشتوں کو قائم رکھا ہے اور یہ زبان کے بہترین استعمال کا اچھا آلہ ہے۔ ادب کا زبان سے چونکہ زندہ تعلق ہوتا ہے اس لئے عظیم ادب کے لئے عظیم زبان کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسے زبان ترقی کرتی جاتی ہے ادب بھی ترقی کرتا جاتا ہے۔ بلکہ دونوں ایک دوسرے کو آگے بڑھاتے ہیں۔ ادب کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ اپنے عہد کے بہترین خیال کو بہترین الفاظ میں بہتر سن حسن ترتیب کے ساتھ محفوظ کرتا ہے۔ فرانسیسی زبان میں ادب کے لئے (Belle Letters) کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس کے معنی ہیں۔ 'حسین تحریریں' واقعی ادب حسین تحریروں کا جیتا جاگتا مرتق ہوتا ہے۔ وہ اپنے عہد کی سچی روح کو محفوظ کرتا ہے۔ اس میں اس کی سماجی، سیاسی اور معاشی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ گویا زندگی اپنی گونا گوں خصوصیات کے ساتھ ادب میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ ادیب جس چیز کو الفاظ کے ذریعہ ظاہر کرتا ہے وہ حالات، واقعات اور موجودات کا وہ نقش اور اثر ہے جو اس کے دل و دماغ پر پڑتا ہے۔ ڈاکٹر سید عابد حسین نے سچے ادب کی تعریف کرتے ہوئے صحیح کہا ہے کہ

”ادب، شاعر یا ادیب کے ذہن میں سوئے ہوئے خیالات کا نام ہے جو زندگی کی پھیلتے جاگتے ہیں۔ زندگی کی آج میں تپتے ہیں۔ اور زندگی کے سانچے میں ڈھل کر خود زندگی بن جاتے ہیں۔“

(غزل اور غزل کی تعلیم، اختر انصاری ص ۳۳)

جب کسی فنکار کے دل و دماغ پر خارجی واقعات کے داخلی اور ذہنی اثرات پورے طور پر اس کی شخصیت اور اس کے تجربے سے جذب ہو کر زبان کی شکل میں حسین پیرائے میں ظاہر ہوتے ہیں اور فنکار اس کیفیت کو اپنے اوپر طاری کر لیتا ہے اور اس ذہنی تجربے سے پورے طور پر گزرتا ہے تو اسے ادب کہتے ہیں۔ ادب میں ہمیں ذہین ترین دماغوں کی خوش بیانی اور ان کی حفاظت نظر آتی ہے۔ جو کتابوں کے ذریعہ وقت کی رکاوٹوں کو پار کرتی ہوئی ہم تک پہنچتی ہے۔ یہ ایک ایسا فکری عمل ہے جو حسن کی تخلیق کا سبب بنتا ہے۔

یوں تو اظہار خیال کی خواہش ہر آدمی میں ہوتی ہے۔ لیکن ادیب یا فنکار کے پاس چونکہ اس کے ذرائع اور وسائل موجود ہوتے ہیں۔ اس لئے اس کے یہاں اپنے خیالات کو پیش کرنے کی خواہش عام آدمی سے زیادہ ہوتی ہے۔ فطری اور قدرتی مناظر خارجی حیثیت ضرور رکھتے ہیں۔ لیکن ان کا حسن انسان کو داخلی طور پر متاثر کرتا ہے۔ اور وہ تاثر کو قبول کرنے کے بعد اس کی پوری جمالیاتی کیفیت سے گزرتا ہے۔ تحقیق کا یہ جذبہ جب الفاظ کی شکل میں ڈھلتا ہے تو اسے ادب کہتے ہیں۔ یہ انسانی تجربوں کا نچوڑ ہے، ہم ادب کے وسیلے سے ہی ہر امر، ارسلو، موفو کلیمز، کالی و اس، شینگسیر، فرودوسی، نالستانی، غالب اور ٹیکور کے خیالات سے واقف ہوتے ہیں۔

کلاسیکی زبان:

کلاسیکی زبان ایک مردہ زبان ہوتی ہے۔ ایک ایسی زبان جو اب دنیا کی کسی حصے میں بول چال کے طور پر استعمال نہیں ہوتی کوئی اس کو تحریر و تقریر میں اظہار خیال کے ذریعے کی حیثیت سے اختیار نہیں کرتا۔ وہ کوئی وسیلہ اظہار قسم کی زبان نہیں ہوتی۔ جس سے روز آئے زندگی اور روز مرہ کے امور و مشاغل میں کام لیا جائے۔ وہ کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی کہ انسان اپنی شخصی ضروریات اور انفرادی مطالبات کے پورا کرنے میں معاشرت و مجالست کے تقاضوں سے عہدہ برآونے میں اسے محتاج و دست نگر ہو۔ وہ صرف مطالعہ کرنے کی چیز ہوتی ہیں۔ کسی کلاسیکی زبان کے مطالعے میں ہمارا مطلع نظر دراصل یہ ہوتا ہے کہ اس میں فن اور فنی اظہار کے جو اعلیٰ نمونے اور ادب و شعر کے جو بے بہا خزانے مدفون ہیں ان تک ہمیں رسائی حاصل ہو۔ اور ان سے حظ اندوز ہونے کا موقع ملے۔ کلاسیکی زبانیں انسان کی ذہنی و روحانی جدوجہد کی عظیم الشان یادگار ہیں اور بہترین انسانوں کے بہترین افکار کے لازوال مرتقع ہیں۔ ان کے مطالعے سے ہمیں ہر دور کے بہترین دماغوں کا قرب حاصل کرنے اعلیٰ ترین نفوس کی روحوں میں جھانکنے، عظیم ترین اشخاص کے خیالوں، خوابوں اور کارناموں سے شناسائی پیدا کرنے اور دانش ورانہ فکر کی شان دار فتوحات سے مستمتع ہونے کا موقع ملتا ہے۔

اس مطالعے کا مقصد اصلی مادی اور عملی زندگی کے نحوس فوائد سے زیادہ ذہنی کشائش، قلبی انشراح اور روحانی مسرت کا حصول ہوتا ہے۔ انسان کی فکری جدوجہد اور روحانی کشاکش میں شریک ہونے کی خواہش ہی دراصل وہ جذبہ ہے جو ہمیں قدامت کے مطالعے پر اکساتا ہے۔ اور نتیجے کے طور پر ترکیب نفس اور تربید جذبات کی مسرتوں سے ہم کنار کرتا ہے۔ قدرتی طور پر مقاصد و اقدار کا مطالعہ ہمارے لیے خصوصی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ یہی وہ جذبہ ہے کہ جو ہمیں کلاسیکی زبانوں اور ان کے ادبی شاہکاروں کی طرف لے جاتا ہے۔ طلبہ اس زبان کے مطالعے میں الفاظ کی خوبصورتی، ترکیب کی خواہش آہنگی، جذبات و حساسات کی مضوری، جمالیاتی تجربات کی ترجمانی، حقائق و بصائر کی عکاسی اور اس نوع کے دوسرے محاسن سے محفوظ و مستفید ہوں، ان میں ادبی تحسین، جمالیاتی قدر شناسی اور جمالیاتی باز آفرینی جیسی صلاحیتوں کا نشوونما ہو۔ ان کا ذوق مطالعہ فن اور فنی تخلیقات کی لذت آفرینیوں سے متعارف ہو اور اس سب کے نتیجے میں وہ عظیم ادب اور عظیم شاعری تک حتی المقدور رسائی حاصل کریں۔ الغرض جیسا کہ کہا گیا کلاسیکی زبان کی تعلیم کے عام مقاصد رسائی ہونے کے بجائے ادبی و جمالیاتی اور افادگی ہونے کے بجائے ثقافتی ہوتے ہیں۔

ذریعہ ابلاغ و ترسیل:

تہذیبی اور تمدنی ورثے کا عہد بہ عہد اور نسل در نسل منتقل ہونا ایک ایسا عمل ہے جو سراسر ابلاغ و ترسیل کا عمل زبان اور وسیلہ زبان کا محتاج ہے۔ جب ادب میں زبان کو ایک وسیلے ابلاغ Tool Language یا ذریعہ ابلاغ و ترسیل means of communication کی حیثیت سے استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے دو بڑے مقصد پورے ہوتے ہیں۔

1- اپنی بات دوسروں تک پہنچانا۔ ابھار ماضی انصیر Expression 2- دوسروں کی بات کو سمجھنا افہام مطالب Comprehension
ان دونوں کی مزید دو صورتیں ہوتی ہیں۔ 1- ابھار ماضی انصیر وہ ابھار جو تقریر کے ذریعے ہو 2- وہ ابھار جو تحریر کے ذریعے ہو
2- افہام مطالب:-

1- دوسروں کی زبانی بات چیت کو سمجھنا 2- دوسروں کی تحریر کو پڑھنا اور سمجھنا۔

1- بولنا Speaking 2- لکھنا Writing 3- سمجھنا Understanding 4- پڑھنا Reading
ایسا نہیں کے انہیں چار بنیادی مہارتوں پر ابلاغ منحصر ہیں۔ اور یہ مہارتیں خود کئی مہارتوں کا مرکب مجموعہ ہیں۔ بلکہ ان بنیادی مہارتوں کی شاخیں ہیں۔ جن کے بغیر زبان میں ذریعہ ابلاغ و ترسیل ممکن نہیں۔
بولنا: Speech -

1) تلفظ Pronunciation ب) لب و لہجہ Intonation ج) روانی Facility د) وضاحت و صراحت Clear Articulation

لکھنا: Writing

ا) جے Spelling ب) الملائح Scriptural ج) اوقات و علامات کا صحیح استعمال Correct Punctuation

د) خوش خطی Good handwriting

سمجھنا: Under Standing

ا) استماع صحیح Correct Auditory habits ب) صحیح تلفظ سے واقفیت Knowledge of correct pronunciation

پڑھنا: Reading

ا) حرف شناسی Recognition of letters ب) تیز رفتاری سے پڑھنا Reading with speed

ج) خاموش مطالعہ Silent Reading د) بلند فونی Reading aloud

ان چھوٹی بڑی قابلیتوں کے مجموعی ابھار کے لیے ہم لسانی قابلیت کی اصطلاح بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ انگریز ماہر تعلیم ایچ۔ جی۔ وائٹ نے انگریزی پڑھانے کے چار گانہ مقاصد سمجھنا، بولنا، پڑھنا، لکھنا متعین کیے تھے۔ اور انہی چار مقاصد اور دیگر زبانوں کے لیے لازم و ملزوم ہو گئیں۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ

”زبان کی تعلیم کو اپنا مطمع نظر بناؤ اور ادب تک پہنچنے کا راستہ صاف کرو، ادب کو نصب العین قرار دو اور زبان

تک پہنچنے کا راستہ کھو بیٹھو۔“

صفحہ ۵۲ غزل اور غزل کی تعلیم، اختر انصاری

جس کا مطلب یہ تھا کہ زبان پر گرفت مضبوط ہوگی تو ادب کی لطفوں تک پہنچنا خود بخود ممکن ہو جائے گا۔ اگر براہ راست ادب پر چڑھائی کی جائے گی

تو زبان کا دامن بھی ہاتھ سے چھوٹ جائے گا۔ زبان کو تقریر و تحریر میں ذریعہ ابلاغ کے طور پر استعمال کرنے کی قابلیت پیدا کرنا ہے۔

مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھتے ہوئے ہم ثقافتی و ادبی مقاصد کو پورا کر سکتے ہیں۔

۱۔ زبان کو ابلاغ و ترسیل اور افہام و تفہیم کے علاوہ اعلیٰ تر سطح پر خیالات، جذبات اور احساسات کی ترجمانی کے لیے استعمال کرنے کی قابلیت فرد کے ذہنی جذبائی اور اخلاقی نشوونما کے لیے لازمی ہے۔

۲۔ سلیجے ہوئے منطقی انداز میں سوچنا اور تنظیم خیالات سے اظہار خیال میں نظم و ضبط اور ترتیب و تنظیم کا احساس

۳۔ خیالات و احساسات میں ذہنی وجد باقی دینا اور خلوص کی پاس داری

۴۔ ادبی زبان کے ادبی سرمائے سے واقفیت اور دل چسپی۔ عظیم شاعری اور عظیم ادب تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش۔

۵۔ خیالات و احساسات کے اظہار میں صداقت شعاری اور راست بازی

۶۔ ادبی تحسین، جمالیاتی قدر شناسی اور جمالیاتی باز آفرینی کی صلاحیت۔

۷۔ ابدی فکر، تخلیقی قوتوں کا استعمال، طبع زاد خیالات کا اظہار۔

ان تمام مقاصد کی بناء پر ہمارے لیے یہ ممکن ہو جاتا ہے کہ مختلف النوع زبانوں کو تعلیم میں مقاصد کی نوعیتوں اور ان کے باہمی فرق کی نشان دہی کریں اور اس کے نتیجے میں جو اکتشافات ہوں ان کی مدد سے زبانوں کے تعلیمی منصرف کے بارے میں خوبس نتائج تک پہنچنے کی کوشش کریں۔ ذریعہ ابلاغ کی حیثیت سے زبان کی افادیت بالکل ظاہر ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اچھی پڑاؤ دلچسپ اور جاندار گفتگو ہمارے لیے کیسے کیسے فائدہ کی ضامن ہوتی ہے۔ اور ذاتی مشاغل میں معاشی جدوجہد میں انسانی اور معاشرتی روابط میں اور زندگی کے گونا گوں مواقع اور اشخاص سے عہدہ برآ ہونے میں ہماری کامیابی کے معیار اور کارکردگی کی مقدار کو کس حد تک متعین کرتی ہے۔ زبان پر ہمیں اتنی دسترس تو ہونی ہی چاہیے کہ تحریر ہو یا تقریر ہم اپنے خیالات کو وضاحت اور برجستگی کے ساتھ موثر طریقے پر پیش کرنے کی اہمیت رکھتے ہیں۔ تقریر و تحریر زبان کو ذریعہ ابلاغ و ترسیل کی حیثیت سے استعمال کرنے کے سلسلے میں یہ نفسیاتی حقیقت بھی نظر میں رہنی چاہیے کہ فرد میں یہ قابلیت جتنی اعلیٰ سطح پر واقع ہوگی اُس کی ذہنی زندگی بھی اسی قدر پُر سایہ اور مستعین ہوگی۔ اور وہ اس لیے کہ زبان و بیان اور اظہار پر گرفت جتنی مضبوط ہوتی ہے سوچنے کے عمل میں اتنی ہی پختگی، صفائی، گہرائی اور گیرائی پائی جاتی ہے۔ کیونکہ خیال اور زبان کے باہمی رشتہ کے سلسلے میں اتنا تو سب جانتے ہیں کہ خیال کو زبان پر فوقیت حاصل ہے خیال مقدم ہے اور زبان موخر۔

اسی طرح زبان کو بھی خیال پر برتری حاصل ہے۔ فکری عمل میں وسعت، رچاؤ اور گہرائی پیدا کرنے کا باعث ہوتی ہیں۔ چنانچہ لسانی عادات کا دامن جس قدر فراخ اور دائرہ جتنا وسیع ہوگا۔ فکری عمل کا طول و عرض بلکہ عمیق بھی اتنا ہی زیادہ ہوگا۔ اگر لسانی عادات کا دائرہ تنگ اور ذخیرہ محدود ناکافی ہوگا۔ کیونکہ ہم اپنے سوچ بچار کے عمل میں زبان یعنی لفظوں، ترکیبوں، فقروں، محاوروں اور اظہار کے دوسرے عوامل کس حد تک محتاج ہیں۔ انسان نہ صرف فکر کا بلکہ زبان اور زبان دانی کا بھی مریہون۔ نشت ہیں۔ طلبہ کا اولین تعلیمی فریضہ یہ ہے کہ وہ اپنی مادری زبان کو ابلاغ و ترسیل کے ذریعہ کے طور پر اظہارات کے ذریعہ کے سلسلے میں روز افزوں قابلیت کے ساتھ تقریر و تحریر میں استعمال کرنا سیکھیں۔ ثقافتی و ادبی اس لیے کہ ان کے ادبی ذوق کی تربیت تخیل تجربات اور جمالیاتی احساسات کی تہذیب، اور شعر ادب اور فن سے لطف اندوز ہونے کی صلاحیت کا نشوونما صرف مادری زبان کے ادب کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

مختصر آئیے کہ ذریعہ ابلاغ و ترسیل کے بغیر زبان میں ادب مطالعہ کرنا ناممکن ہے۔ یعنی یہ تینوں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ جن کے سہارے سے اردو زبان کی ترقی ممکن ہو سکتی ہے۔ اور اردو زبان و ادب کو بام، عروج پر پہنچایا جاسکتا ہے۔

From :
Shaikh Rubeena Shaikh Chand
Research Scholar in Urdu
Arts, Comm. Maheela College,
Dist. Beed (M.S.)
Guide : Dr. Aqeela Syed Gaus, Ambajogai



Principal
Dr. Zakir Hussain College of Education
Khuldabad, Dist. Aurangabad

The Economical status of Women in B.Ed. Colleges of Marathwada region affiliated to Dr.B.A.M.U, Aurangabad



Smt.Sanghamitra Pundlikrao Gawande
Research Student

Dr.B.A.M.U. Aurangabad

Dr.Pradeep Ganpatrao Kawale

Assistant Professor

Dr.Zakir Hussain College of Education Khulatabad Dt.Aurangabad

Dec 2020

Abstract :

The economic status of the women besides, the economic dependence, early tutelage of husbands and in laws, heavy domestic work load which remained unpaid and unrecognized, absence of career and mobility, non-recognition of their economic contribution, poor work conditions and wages, and monotonous jobs which men generally refused to do were also responsible for their pitiable denial of freedom even in their homes, repression and unnatural indoctrination, hierarchy and had lead to inhuman life.

To study the economical status of women in B.Ed. colleges. Backward class women might have been lower economical status. In the present research, researcher has selected 56% B.Ed. colleges out of 50 B.Ed. colleges are the population. Researcher has used standard questionnaire by R.L. Bhardwaj. The present research paper involves socio-economic status scale. Data is collected with the questionnaire. Mean, standard deviation and t-test are used as a statistical. Researcher has used survey method for the research.

Group of self is found lower total assets. Group of self is found lower monthly income. Group of self found lower total assets i.e., economical status of women and lower. Group of self was found lower monthly income i.e., economical status of women are lower. The researcher has found that, the status of total assets of the fathers of the self is higher than the mothers of the self, i.e., economical status of the mothers of the self are lower. Therefore, economical status of women's are not equal to men. The researcher has found that, the status of monthly income of fathers of self is higher than the mothers of the self i.e., economical status of the mothers of the self fare lower. Therefore, economical status of women's are not equal to men.

Keyword : Economical status women, socio-economic status scale, B.Ed. college.

Introduction:

The economic status of the women besides, the economic dependence, early tutelage of husbands and in laws, heavy domestic work load which remained unpaid and unrecognized, absence of career and mobility, non-recognition of their economic contribution, poor work conditions and wages, and monotonous jobs which generally refused to do were also responsible for their denial of freedom even in their homes, repression and unnatural indoctrination, hierarchy and had lead to inhuman life.

Status of women, gender discrimination and violence against women, which have become serious subjects of sociological research in contemporary times, was hitherto neglected. While contemporary, social changes have exposed women to unprotected socio-economic, cultural and political environment, there are new corresponding protective social system and institutions of social justice to safeguard their interests. There are many who skeptical about their women's ability to exercise equal rights with men and about their capacity to play equal role with men. In the context of the broader opportunity available for women following mechanization of industry and agriculture, enabling women to complete with men successfully.

In the lower socio-economic level of society, women do more hazardous manual labour than men, women do more than half of the agricultural works in India. Still men are considered to be the "beard winners". This sense of women being inferior is passed on from one generation to other generation. Women in Indian society has been victim of humiliation, torture and exploitation. There are many episodes like rape, murder dowry, burning, wife beating and discrimination in the socio-economic and educational fields. Indian society is predominated by men; hens women are a victim of male domination in the respective sphere of likes especially in economic life, for instance, over the decision making on resources, on utilization of her earning and her body. Hence the women's life lies between pleasures at one end and danger at other end.

Women are paid half of three quarter of the money while their male counterparts earns for the same job. Women do more than half of the total agricultural work. But their work is not valid on average a women works 15 to 16 hours a day unpaid at home and underpaid outside.

The women have to do household work, such as cooking, washing, cleaning, have to carry the burden of early pregnancy, child birth and breast feeding, the status of

which is intimately connected with their economic status, for the participation in economic activities. The economic status of women is now accepted as an indicator of a society's stage of development. However, all development does not result in improving women's economic activities. Pattern of women's activities are affected by prevailing ideology and are also linked with the stage of economic development.

The situation of backward class women is just unexplainable. They are one among the worst sufferers of socio-cultural, political, educational and economic exploitation, injustice, oppression and violence, their wees and miseries and bounders. They are the ones who from 'real' teeming millions in India, and are affected by all kinds of social, educational and economical oppressions. They are mainly employed in unorganized sector of the Indian economy a daily wagers and marginal workers. The lack of adequate employment opportunities, limited skills and illiteracy have made their mobility extremely limited and prevent them from achieving independent status. The persistence gap between consumption and expenditure leads them to perpetual ineptness.

Women and girls together carry two-third of the burden of the world's work yet receive only a tenth of the world's income. They form 40 percent of the paid labour source though population yet they own less than one percentage of the world's property (UNDP Human Development Report 1995). According to UN report (2005) : 'Women constitute half of the world's population, perform nearly two-third of its work hours, receive one tenths of the world's income and own less than one-hundredth of the world's property.

Objectives of the Research:

- To study the economical status of women in B.Ed. colleges.

Hypothesis:

- Backward class women might have been lower economical status.

Research Sample size:

In the present research, researcher has selected 56 % B.Ed. colleges out of 50 B.Ed. colleges. From this selected colleges, total number of women's in the B.Ed. colleges are the population. Sampling is selected from this population as follows.

Sr No.	Population	B.Ed. Colleges	No. of women	Sample	No. of women selected
1	Marathwada Region	50	20608	25.08%	500

Methodology:

Researcher has used standard questionnaire by R.L. Bhardwaj. The present research paper involves socio-economic status scale. Data is collected with the

questionnaire. Mean, standard deviation and t-test are used as a statistical. Researcher has used survey method for the research.

Main findings/Conclusion:

- Groups of self is found lower total assets.
- Group of self is found lower monthly income

Main findings from the students questionnaire:

- Group of self was found lower total assets i.e., economical status of women are lower.
- Group of self was found lower monthly income i.e., economical status of women are lower.

Main findings from parents questionnaire:

- The researchers has found that, the status of total assets of the fathers of the self is higher than the mothers of the self. i.e., economical status of the mother of the self are lower. Therefore, economical status of women's are not equal to men.
- The researcher has found that, the status of monthly income of fathers of self is higher than the mothers of the self i.e., economical status of the mother of the self fare lower. Therefore, economical status of women's are not equal to men.

For statistical analysis here it finds that mean and variance of the social status of self as shown in the following table no. 1.

Table No.1

Mean and SD of family perspective of Self

Groups	N	Mean	S.D.
Category	300	43.9033	9.80004
Open	200	43.6550	9.58248

Analysis and Interpretation :

Upon statistical analysis with SPSS software version sixteen reveals that family perspectives of Self found with the mean of the category is 43.9033 (12-60) with SD of category is 9.80004. It shows that value falls between 12-60 from standard table and therefore it is valid.

Here t-test is applied to test the family status of self for that Hypothesis is set as Hypothesis no. 2 family status of self in both the groups are not same. It shown in Table No. 2.

Table No.2

T value of social status of family perspective of Self

Source	Sum of Squares	Df	Mean Square	T	Sig.
Between Groups	7.400	1	7.400	0.077	NS
Within Groups	48033.92	498	96.453		
Total	48040.792	499			

Analysis and Interpretation :

Upon statistical analysis with t -test, here t- value is 0.077 which is highly significant the significance leads to the result, that there is a big difference between the family status



both the classes. It shows that family perspective of self with the open class group may not be higher than the self with the backward class group.

For analysis statistically, here it finds that mean and variance of the total assets of self as shown in the following table.

Table No.3
Mean and SD of the Total assets of self

Groups	N	Mean	S.D
Category	300	1.9533	2.03592
Open	200	4.6000	2.09810

Analysis and Interpretation:

Upon statistical analysis with SPSS software version sixteen reveals that the Total assets of Self found with the mean of the category is 1.9533 (0-7) with SD of category is 2.03592. for It shows that value falls between 0-7 from standard table and therefore it is valid.

Here t-test is applied to test the economical status of self for that hypothesis is set as Hypothesis no. 3 total assets of self in both the groups are same. It is shown in Table No. 4 below:

Table No.4
T value of social status of the Total assets of Self

Source	Sum of Squares	Df	Mean	T	Sig.
Between Groups	840.581	1	840.581	197.892	0.01
Within Groups	2115.347	498	4.248		
Total	2955.928	499			

Analysis and Interpretation :

Upon statistical analysis with t - test here t-value is 197.892 which is not significant the significance leads to the result that, there is not expected difference between total assets of self of both the class. It shows that the Total assets of self with the open class group may not be higher than self with the backward class group.

For analysis statistically, here it finds that, mean and variance of the total assets of father as shown in the following table no. 5.

Table No.5
Mean and SD of the Total assets of father

Groups	N	Mean	S.D.
Category	300	3.9233	1.88573
Open	200	4.6850	2.07783

Analysis and Interpretation :

Upon statistical analysis with SPSS software version sixteen reveals that the Total assets of Father found with the mean of the category is 3.9233 (0-7) with SD of category is 1.88573. It shows that value falls between 0 - 7 from standard table and therefore it is valid.

Here t-test is applied for total assets of father as

shown in table no. 6.

Table No.6
T value of the Total assets of father

Source	Sum of Squares	Df	Mean Square	T	Sig.
Between Groups	69.616	1	69.616	18.034	0.01
Within Groups	1922.392	498	3.860		
Total	1992.008	499			

Analysis and Interpretation :

Upon statistical analysis with t-test here T value is 18.034, which is highly significant, the significance leads to the result that, there is a big difference between the total assets of fathers of both the classes. It shows that, Total assets of Father with the open class group is higher than the fathers with the backward class group.

For analysis of statistically, here it finds that, mean and variance of the total assets of mother as shown in the following table no. 7.

Table No.7
Mean and SD of the Total assets of Mother

Groups	N	Mean	S.D.
Category	300	3.1200	1.7978
Open	200	4.6950	2.08415

Analysis and Interpretation :

Upon statistical analysis with SPSS software version sixteen reveals that the Total assets of mother found with the mean of the category is 3.1200 (0 - 7) with SD of category is 1.67978. It shows that value falls between 0 - 7 from standard table and therefore it is valid.

Here t-test is applied for total assets of mother as shown in table no. 8.

Table No.8
T value of the Total assets of Mother

Source	Sum of Squares	Df	Mean Square	T	Sig.
Between Groups	297.675	1	297.675	86.789	0.01
Within Groups	1708.075	498	3.430		
Total	2005.750	499			

Analysis and Interpretation :

Upon statistical analysis with t-test here T value is 86.789, which is highly significant, the significance leads to the result that, there is a big difference between the total assets of mothers of both the classes. It shows that the Total assets of Mothers with the open class group is higher than the mother with the backward class group.

For analysis statistically, here it finds that, mean and variance of the monthly income of father as shown in the following table no.9.



Table No.9
Mean and SD of the Monthly Income of father

Groups	N	Mean	S.D.
Category	300	3.4367	1.68388
Open	200	4.0200	1.81274

Analysis and Interpretation :

Upon statistical analysis with SPSS software version sixteen reveals that the Monthly Income of Father found with the mean of the category is 3.4367 (1 - 7) with SD of category is 1.68388. It shows that value falls between 1-7 from standard table and therefore it is valid.

Here t-test is applied for monthly income of father as shown in table no. 10.

Table No.10

T value social status of the Monthly Income of Father

Source	Sum of Squares	Df	Mean Square	T	Sig.
Between Groups	40.883	1	40.883	13.541	0.01
Within Groups	1501.717	498	3.015		
Total	1542.550	499			

Analysis and Interpretation :

Upon statistical analysis with t-test here T value is 13.541. which is highly significant, the significance leads to the result that, there is a big difference between the monthly income of fathers of both the classes. It shows that the monthly income of Fathers with the open class group is higher than the fathers with the backward class group.

For analysis statistically, here it finds that, mean and variance of the monthly income of mother as shown in the following table no.11.

Table No.11

Mean and SD of the monthly income of Mother

Groups	N	Mean	S.D.
Category	300	2.6567	1.48756
Open	200	3.1350	2.03654

Analysis and Interpretation :

Upon statistical analysis with SPSS software version sixteen reveals that the monthly income of mother found with the mean of the category is 2.6567 (0 - 7) with SD of category is 1.48756. It shows that value falls between 0 - 7 from standard table and therefore it is valid.

Here t-test is applied for monthly income of mother as shown in table no. 12.

Table No. 12

T value of the monthly income of Mother

Source	Sum of Squares	Df	Mean Square	T	Sig.
Between Groups	7.456	1	27.456	9.195	0.01
Within Groups	1486.992	498	2.986		
Total	1514.448	499			

Analysis and Interpretation :

Upon statistical analysis with t-test, here T value is 9.195, which is highly significant, the significance leads to the result that, there is a big difference between the monthly income of mothers of both the classes. It shows that the monthly income of Mothers with the open class group is higher than the mother with the backward class group.

Conclusion :

The present research paper intended to make women and their parent's realize the importance of education and employment in their lives and to see 'economical status' which weakness the status of women in Marathwada region to make them weak and dependant.

References :

1. Rabinowitas, Amy Phillis, (1991), Education for empowerment; The role of emerging statewide organization in gaining economic justice for women, Ed.D., Columbia University teachers college, pp.213.
2. Doebi, Sailabala. (1992), The Problems of higher education of women in a developing state: an economic analysis of the caste of Orissa. Independent study, Utkal University (ICSSR Funded).
3. Kantamma, K. (1990), Status of women in relation to educational employment and marriage. M.Phil. Adult Edu. Venkateshwara Univ.
4. Bhuimali, Anil. (2004), Education employment and empowering women, New Delhi. Serial publisher.
5. Kumar, Alan. (2002), Empowering Women, New Delhi, Sarup and sons.
6. Ujjwala Rani, M.V. (1983), Differential impact of social and economic factors on personality among college students, SUV. Ph.D.
7. Sharma S, (1994), The influence of socio-psychological variables, like socio-economic status dependence proneness, personality, need pattern and attitude towards working women, Aligarh Muslim University Aligarh.
8. Mungekar, B.(Ed.) (2003), The economy of Maharashtra. Dr. Ambedkar Institute of social and economical change, Mumbai.
9. Patel, Vibhuti (2003), Women in the Economy of Maharashtra Working paper UDE 91303, Dept of Economics, Mumbai University, Mumbai.
10. Shukla, S. (1990), Education, Economy and social structure Indian Society, Journal of Education.

Printed at

Dr. Zakir Hussain College of Education,
 Khuldabad, Dist. Aurangabad

विद्यार्थ्यांमधील अध्ययनविषयक सवयींचा अभ्यास व अध्ययनविषयक सवयी जोपासण्याच्या दृष्टीने उपाययोजना सुचविणे.

डॉ. एल. के. राठोड

प्रभारी प्राचार्य

शासकीय अध्यापक महाविद्यालय, (आय. ए. एस. ई).
औरंगाबाद

एस. पी. गावंडे, पी. जी. कावळे

संशोधक विद्यार्थी

डॉ. बाबासाहेब आंबेडकर मराठवाडा विद्यापीठ,
औरंगाबाद

सारांश :

विद्यार्थी केंद्रित शिक्षणात टिकावू स्वरूपाचे बदल घडवून आणण्यासाठी विद्यार्थ्यांमधील अध्ययन विषयक सवयींचा अभ्यास व अध्ययन विषयक सवयींची जोपासना, या विषयाची निवड केली आहे. १५० विद्यार्थी यादृच्छिक पध्दतीने नमुना निवड केली आहे. सर्वेक्षण पध्दतीचा वापर करून विद्यार्थ्यांकडून चाचणी भरून घेतली आहे. त्यावरून माहितीचे संकलनाद्वारे अर्थनिर्वचन करून निष्कर्ष काढले आहेत व शिफारशी मांडल्या आहेत. या निष्कर्षात निवडलेल्या एकूण प्रतिसादकांपैकी ६८% प्रतिसादकांचा अध्ययन विषयक सवयी जोपासण्याचा दृष्टिकोन इष्ट स्वरूपाचा आहे. तर ३२% प्रतिसादकांसाठी मार्गदर्शनाची आवश्यकता आहे. एकूण प्रतिसादकांपैकी ४२% विद्यार्थ्यांना शिक्षकाकडे पाहण्याचा दृष्टिकोन इष्ट स्वरूपाचा नाही म्हणून त्यांना मार्गदर्शनाची आवश्यकता आहे. यावरून विद्यार्थ्यांना अध्ययन विषयक सवयी जोपासण्याच्या दृष्टीने योग्य मार्गदर्शन मिळत असल्यामुळे विद्यार्थ्यांमध्ये चांगल्या सवयी निर्माण होतात. विद्यार्थ्यांच्या घरातील वातावरण योग्य असल्यामुळे अध्ययन विषयक सवयींवर इष्ट स्वरूपाचा परिणाम होतो. तर वातावरणात अयोग्य, अध्ययनास पोषक नसेल तर सवयींवर अनिष्ट परिणाम होतो. शिक्षकाच्या योग्य मार्गदर्शनामुळे विद्यार्थ्यांमध्ये अभ्यासाच्या चांगल्या सवयी निर्माण होतात. विद्यार्थ्यांमध्ये इष्ट सवयी निर्माण होतात व त्या टिकवून ठेवण्यासाठी उपाययोजना केल्यास अध्ययन विषयक सवयी टिकवता येतील व आत्मविश्वास निर्माण होण्यास मदत होते. हे संशोधन शिक्षक, विद्यार्थी व पालकांसाठी उपयुक्त ठरणार आहे.

प्रस्तावना :

आधुनिक युगामध्ये ज्ञानाचे विशेषीकरण झाले आहे. कोठारी आयोगाने म्हटल्याप्रमाणे आज ज्ञानाचा विस्फोट झालेला आहे. या विशेषीकरण युगात हे सर्व ज्ञान, शाळा, महाविद्यालयामधून, वर्ग खोल्यामधून देणे शक्य नाही. कारण नियोजित वेळेमध्ये ठरावीक अभ्यासक्रमाची पूर्तता करावी लागते. हे सर्व ज्ञान नियोजित वेळेमध्ये देण्यामध्ये अनेक अडचणी उद्भवतात. त्यामुळे खऱ्याअर्थाने त्या विषयाला आपल्याला न्याय देता येत नाही. म्हणूनच प्रगत ज्ञानाच्या अनुषंगाने मुलांनी स्वतः अभ्यास करण्याच्या सवयी बाळगणे आवश्यक आहे. त्याशिवाय हे प्रगत ज्ञान त्यांना आत्मसात

करता येणार नाही म्हणजेच त्यांच्यामध्ये स्वयंअध्ययनविषयक सवयी विकसित होणे आवश्यक आहे. अशा सवयी विद्यार्थ्यांच्या बदलत्या गरजा झाल्या आहेत. या सवयींचे सवर्धन करण्यासाठी समस्येचा अभ्यास करणे महत्वाचे आहे.

समस्येचे महत्त्व व आवश्यकता :

अध्ययन विषयक सवयी या संदर्भात, अभ्यास हा शब्द वाचन संदर्भ आणि इत्यादी कार्यासाठी वापरला जाणारा शब्द आहे. रोजच्या जीवनात उद्भवणाऱ्या समस्यांच्या उत्तराच्या संदर्भात उपयोगी पडणारा अभ्यास या शब्दाची व्याप्ती सत्य, आदर्श आणि पध्दतीचा शोध



घेण इतपत आहे. पण अंशतः प्रत्येक वस्तुला ही संज्ञा लागू पडते.

मनोवृत्ती या संदर्भात विचार करण्याची किंवा वागण्याची बाजू म्हणजे वृत्ती. मनोवृत्ती म्हणजे मानसिक व मज्जातंतूविषयक सिध्दता, ही सिध्दता अनुभव सिध्द असते. मनोवृत्तीमुळे व्यक्तीला सर्व वस्तुना व स्थिती विशेषांना प्रतिसाद द्यावा लागतो ह्या प्रतिसादांवर मनोवृत्तीचा दिशात्मक गतिमान प्रभाव पडतो.

अध्ययन यशस्वी होणे किंवा न होणे हे विद्यार्थ्यांच्या वृत्तीवर अवलंबून असते. व्यक्तीच्या भावना कोणत्या आहेत. व्यक्ती विचार कशी करते. कशी बोलते, ती कशाही परिस्थितीत कशी-कशी वागते. ह्याची ओळख मनोवृत्तीमुळे होते. ज्यावेळी व्यक्ती स्नेहभावी व सोशिक असते त्यावेळी त्याच्या मनोवृत्ती इष्ट असतात.

मनोवृत्ती ह्या उपजातनसून अनुभवातून संपादित केल्या जातात. विद्यार्थ्यांच्या अध्ययनविषयक सवयींचा अभ्यास करून संशोधकाने शोधनिबंधासाठी खालील विषयाची निश्चिती केली.

समस्या विधान :

औरंगाबाद शहरातील निवडक शाळांमधील इयत्ता दहावीच्या विद्यार्थ्यांमधील अध्ययनविषयक सवयींचा अभ्यास व अध्ययन विषयक सवयी जोपासण्याच्या दृष्टीने उपाययोजना सुचविणे.

समस्येचे विश्लेषण :

संशोधकाने निवडलेला विषय व त्याच्या निष्कर्षाचा उपयोग शिक्षणातील समस्या व प्रश्न यांचे निराकरण करण्याच्या कामी मार्गदर्शक ठरेल अशी आशा बाळगून संशोधकाने विषय निवडला. शिक्षकांकडून योग्य मार्गदर्शन होत नसल्यामुळे विद्यार्थ्यांमधील बेशिस्तीचे प्रमाण वाढत आहे. त्यामुळे शिक्षकांपासून विद्यार्थी दूर लोटले जात आहेत. शाळा या संज्ञेचा अर्थ सामान्यपणे विद्यार्थी परीक्षा पास होणे असा घेतला जातो. अशा

मुळे फक्त संख्यात्मक वाढ होते गुणात्मक वाढ होत नाही. सामाजिक घटकांमध्ये दुदैवाने पालकही स्वतःची जबाबदारी शिक्षकांवर सोपवून देतात. पालक शिक्षक संबंध कमकुवत होतात. पाल्यांना वेळो-वेळी योग्य मार्गदर्शन होत नाही. शालेय वातावरण दुषित होत असल्यामुळे शाळेतील शिक्षक विद्यार्थी संबंधामध्ये दुरावा निर्माण होतो. या सर्व बाबींवर मात करून अध्यापन केले तर अध्ययन विषयक सवयींचा अभ्यास करणे आवश्यक व गरजेचे आहे. त्यासाठी विद्यार्थ्यांमध्ये अध्ययन विषयक सवयींचा इष्ट दृष्टिकोन निर्माण होऊन त्याचा त्यांना भावी जीवनामध्ये उपयोग होऊ शकेल. तसेच शिक्षकामध्ये स्वयं अध्ययन विषयक योग्य मार्गदर्शन करण्याचा निकोप दृष्टिकोनात वाढ होऊन विद्यार्थ्यांना वस्तुनिष्ठ मार्गदर्शन करू शकेल.

सर्वच विद्यार्थ्यांमध्ये अशा विद्यायक स्वरूपाच्या अध्ययन विषयक सवयींची जोपासना झाल्यास शिक्षण क्षेत्रातील कोंपी प्रकरणासारख्या अनिष्ट, भ्रष्ट प्रवृत्तीला आळा बसू शकेल. त्यामुळे शिक्षणामधील गुणवत्ता टिकण्यास मदत होईल. विद्यार्थ्यांमध्ये स्वयं शिस्त लावण्यास वेगळे प्रयत्न करावे लागणार नाहीत आणि पुन्हा एखादा शिक्षणक्षेत्राला संजीवनी प्राप्त होऊ शकेल.

गृहीतके :

१. विद्यार्थी शाळेत जाऊन अध्ययन विषयक सवयी अंगी बाणवतो.
२. परिसरातील वातावरणाचा विद्यार्थ्यांच्या अध्ययनावर परिणाम होतो.
३. आत्मविश्वासामुळे विद्यार्थी हुशार होतात.
४. अध्ययनाच्या चांगल्या सवयीमुळे विद्यार्थ्यांची प्रगती होते.

संशोधनाची उद्दिष्टे :

१. विद्यार्थ्यांमधील अभ्यासाच्या सवयींचे परीक्षण करणे.
२. विद्यार्थ्यांमधील अभ्यासाच्या सवयींचा शोध घेवून परीक्षण करणे.

Principal

३. विद्यार्थ्यांमधील अनिष्ट अध्ययन विषयक सवयींचा शोध घेणे.

निवडक शाळांमधील (६) प्रत्येकी २५ विद्यार्थी यादृष्टिक पध्दतीने निवड करण्यात आली.

४. विद्यार्थ्यांमधील सवयी जोपासण्याच्या दृष्टिने उपाययोजना सुचविणे.

संशोधनाचे साधन :

परिक्ल्पना :

अध्ययनविषयक सवयी व मनोवृत्ती ही शोधिका आग्रा या स्थानातून मागविण्यात आली तिचा माहिती संकलनासाठी उपयोग करण्यात आला. या शोधिकेद्वारे विद्यार्थ्यांची मते मागविले आहेत. या शोधिकेत अभ्यासविषयक, शिक्षणाकडे पाहण्याचा दृष्टिकोन, शाळा आणि घरची परिस्थिती, स्वाध्याय, आत्मविश्वास व परीक्षा या एकंदरीत नऊ क्षेत्रातील मतांसाठी शोधिकां वापरली. शोधिकांचे यश हे बव्हंशी उतराच्या सत्यतेवर अवलंबून असते. ही सत्यता अनियंत्रित असते. या शोधिकेचा उपयोग मार्गदर्शनाखाली केला जातो.

१. शिक्षकांच्या योग्य मार्गदर्शनामुळे विद्यार्थ्यांमध्ये अध्ययनाच्या सवयी निर्माण होतात.

२. घरातील वातावरणांचा विद्यार्थ्यांच्या अध्ययन विषयक सवयींवर इष्ट/अनिष्ट परिणाम होत असावा.

३. अभ्यासाच्या सवयीमुळे विद्यार्थ्यांमध्ये आत्मविश्वास निर्माण होण्यास मदत होत असावी.

४. अभ्यासविषयक सवयीच्या उपाययोजनामुळे अध्ययन विषयक सवयी जोपासता येतील.

प्राप्त माहितीचे संकलन पृथक्करण व अर्थनिर्वचन अभिवृत्ती शोधिकेच्या सहाय्याने औरंगाबाद शहरातील सहा शाळांची निवड करून प्रस्तुत शाळांवर अभिवृत्ती शोधिका राबविली गेली व त्याद्वारे मिळालेल्या माहितीचे संकलन पृथक्करण व अर्थनिर्वचन खालील प्रमाणे केले आहे. विद्यार्थ्यांनी दिलेल्या शोधिकेच्या आधारे विद्यार्थ्यांची दिलेल्या प्रतिसादावरून प्राप्त गुण काढण्यात आले म्हणजेच मुळ गुण काढण्यात आले त्यानंतर त्या गुणांना योग्य अर्थ मिळावा म्हणुन वारंवारिता पत्रकामध्ये रुपांतर करण्यात आले. गुणमर्यादा जास्तीत जास्त गुण ४९ व कमीत कमी गुणमर्यादा ही २० आहे असे आढळले. वारंवारिता पत्रकावरून वर्गातराच्या सहाय्याने मध्यमान काढले व त्या मध्यमानाचा उपयोग प्रमाणविचलन काढण्यासाठी झाला हे प्रमाणविचलन आणि मध्यमान झेड गुण काढण्यासाठी उपयोगी पडले, झेड गुणाचे टी गुणांत रुपांतर केले. प्रस्तुत माहितीच्या आधारे निष्कर्ष मांडण्यात आले. गुणमर्यादा जास्तीत जास्त ४९ गुण कमीत-कमी २० गुण आहे.

संशोधन पध्दती :

शैक्षणिक संशोधनामध्ये विकासात्मक उपाययोजना करण्यासाठी सर्वेक्षण पध्दतीचा अवलंब केला. प्रस्तुत संशोधनासाठी (सर्वेक्षण) ही उपयुक्त पध्दती आहे. व त्याची उपयुक्तता ही प्रखरतेने जाणवली म्हणून सर्वेक्षण पध्दती वापरण्यात आली.

न्यादर्श :

इयत्ता १० वीच्या वर्गाच्या विद्यार्थ्यांच्या जनसंख्येत १० वीच्या वर्गात शिकणाऱ्या विद्यार्थ्यांचा समावेश होतो. या मध्ये विद्यार्थी ही जनसंख्या या संकल्पनेचा वापर केला. विद्यार्थ्यांची शास्त्रीय पध्दतीत निवड केल्यानंतर १५० विद्यार्थ्यांचा संच न्यादर्श झाला. अशा पध्दतीने न्यादर्श निवडला औरंगाबाद शहरातील

खालील वारंवारिता पत्रकावरून मध्यमान व प्रमाण विचलन काढले आहे.

निरीक्षण :

या निरीक्षणात झेड गुण -२.२९ ते १.९४ आणि टी-गुण २७ ते ६९ या दरम्यान आहेत.

या गटात मोडतात. आणि टी गुणानुसार विद्यार्थ्यांची अभ्यासाची सवय व मनोवृत्ती समाधान कारक आहे असे दिसून येते.

शोध :

प्रस्तुत चाचणीसाठी विद्यार्थ्यांसाठी दिलेली चाचणीसाठी उत्तरे ही झेड गुण नुसार समाधानकारक

शोधिकेतील नऊ क्षेत्रातील विद्यार्थ्यांचा प्रातसाद खालील तक्त्याच्या आधारे केला आहे.

अ.क्र.	शोधिकेतील क्षेत्र	एकूण विधान	एकूण विद्यार्थी	प्रतिसादकाचे स्वरूप			एकूण
				बरोबर	अनिच्छित	चूक	
१	शिक्षकाकडे पाहण्याचा दृष्टिकोन (टकेवारी)	५	१५०	३९८ ५५.०७%	३८ ५.०७%	३१४ ४७.८७%	७५० १००%
२	शालेय आणि कुटुंबातील परिस्थिती	४	१५०	३४४ ५३.३३%	३७ ६.१७%	२१९ ३६.५%	६०० १००%
३	शिक्षणाकडे पाहण्याचा दृष्टिकोन	३	१५०	३०५ ३७.७७%	२९ ६.४४%	११६ २५.७८%	४५० १००%
४	अध्ययन विषयक सवय	२०	१५०	३५२ ५८.६६%	५० ८.३४%	१९८ ३३%	६०० १००%
५	मानसिक संघर्ष	४	१५०	३५२ ५८.६६%	५० ८.३४%	१९८ ३३%	६०० १००%
६	एकाग्रता	९	१५०	७९५ ५८.८९%	९९ ६.७५%	४६४ ३४.३७%	१३५० १००%
७	स्वाध्याय	४	१५०	४१७ ६९.५%	२९ ४.८३%	१५४ २५.६%	६०० १००%
८	आत्मविश्वास	३	१५०	२९५ ६५.५५%	३२ ७.१२%	१२३ २७.३३%	४५० १००%
९	परीक्षा	८	१५०	६८४ ५७%	८० ७.१६%	४३० ३५.८४%	१२०० १००%

अर्थनिर्वचन

१. शिक्षकाकडे पाहण्याचा दृष्टिकोण या क्षेत्रामध्ये ५५% विद्यार्थ्यांचा प्रतिसाद इष्ट स्वरूपाचा आहे. मात्र ४२% विद्यार्थ्यांना मार्गदर्शनाची आवश्यकता आहे.
२. शालेय आणि कुटुंबातील परिस्थिती या क्षेत्रामध्ये ५५% विद्यार्थ्यांचा प्रतिसाद इष्ट स्वरूपाचा आहे. मात्र ३७% विद्यार्थ्यांना मार्गदर्शनाची आवश्यकता आहे.
३. शिक्षणाकडे पाहण्याचा दृष्टिकोण या क्षेत्रामध्ये ६८% विद्यार्थ्यांचा प्रतिसाद इष्ट स्वरूपाचा आहे. मात्र २६% विद्यार्थ्यांना मार्गदर्शनाची आवश्यकता आहे.
४. अध्ययन विषयक सवयी या क्षेत्रामध्ये ६०% विद्यार्थ्यांचा प्रतिसाद इष्ट स्वरूपाचा आहे. मात्र ३३% विद्यार्थ्यांना मार्गदर्शनाची आवश्यकता आहे.
५. मानसिक संघर्ष या क्षेत्रामध्ये ५९% विद्यार्थ्यांचा प्रतिसाद इष्ट स्वरूपाचा आहे. मात्र ३३% विद्यार्थ्यांना मार्गदर्शनाची आवश्यकता आहे.
६. एकाग्रता या क्षेत्रामध्ये ५९% विद्यार्थ्यांना प्रतिसाद इष्ट स्वरूपाचा आहे. मात्र ३४% विद्यार्थ्यांना मार्गदर्शनाची आवश्यकता आहे.
७. स्वाध्याय या क्षेत्रामध्ये ७०% विद्यार्थ्यांना प्रतिसाद इष्ट स्वरूपाचा आहे. मात्र २५% विद्यार्थ्यांना मार्गदर्शनाची आवश्यकता आहे.
८. आत्मविश्वास या क्षेत्रामध्ये ६६% विद्यार्थ्यांना प्रतिसाद इष्ट स्वरूपाचा आहे. मात्र २७% विद्यार्थ्यांना मार्गदर्शनाची आवश्यकता आहे.
९. परीक्षा या क्षेत्रामध्ये ५७% विद्यार्थ्यांचा प्रतिसाद इष्ट स्वरूपाचा आहे. मात्र ३६% विद्यार्थ्यांना मार्गदर्शनाची आवश्यकता आहे.

निष्कर्ष आणि शिफारशी : संशोधकाने अध्ययनविषयक सवयी व मनोवृत्तीचा शोधिकेद्वारे आधार सामग्रीच्या आधारे माहितीचे संकलन व त्या संकलनाच्या आधारे निष्कर्ष काढले. या निष्कर्षाचा सारांश खालील प्रमाणे आहे.

या शोधिकेमध्ये नऊ क्षेत्रे असून त्यांच्यासाठी विद्यार्थ्यांनी दिलेल्या ६०% प्रतिसाद इष्ट स्वरूपाचा आहे मात्र, विद्यार्थ्यांचा जवळ जवळ ४०% प्रतिसादकांच्या संदर्भात अजूनही अध्ययन विषयक सवयी जोपासण्यासाठी मार्गदर्शनाची आवश्यकता आहे.

शाळांच्या दृष्टिकोनातून शोधिकेचा विचार केला असता विद्यार्थ्यांच्या अभ्यासविषयक सवयी व मनोवृत्ती ६८% इष्ट स्वरूपाच्या आहेत. मात्र जवळ जवळ ३२% प्रतिसादकांच्या अजूनही अध्ययनविषयक सवयी जोपासण्याच्या दृष्टीने मार्गदर्शनाची आवश्यकता आहे.

निष्कर्ष :

परिकल्पना : १

शिक्षकांच्या योग्य मार्गदर्शनामुळे विद्यार्थ्यांमध्ये अध्ययनाच्या सवयी निर्माण होतात. प्राप्त माहितीवरून असे दिसून आले की, विद्यार्थ्यांना अध्ययन विषयक सवयी जोपासण्याच्या दृष्टीने योग्य मार्गदर्शन मिळत असल्यामुळे चांगल्या सवयी निर्माण होतात त्यामुळे प्रस्तुत परिकल्पनेची यथातता सिद्ध होते.

परिकल्पना : २

घरातील वातावरणाचा विद्यार्थ्यांच्या अध्ययनविषयक सवयींवर इष्ट / अनिष्ट परिणाम होतो.

प्राप्त माहितीवरून असे दिसून येते की, विद्यार्थ्यांच्या घरातील वातावरण योग्य असल्यामुळे अध्ययन विषयक सवयींवर इष्ट स्वरूपाचा परिणाम होतो. तर वातावरणात अयोग्य, अध्ययनास पोषक नसेल तर सवयींवर अनिष्ट परिणाम होतो या दृष्टीने सदर परिकल्पना सत्य आहे.

Principal
Dr. Zakir Hussain College of Education
Khandabad, Dist. Aurangabad

परिकल्पना :

अभ्यासाच्या सवयीमुळे विद्यार्थ्यांमध्ये आत्मविश्वास निर्माण होण्यास मदत होत असावी.

प्राप्त माहितीवरून असे दिसून आले की, शिक्षकाच्या योग्य मार्गदर्शनामुळे विद्यार्थ्यांमध्ये चांगल्या सवयी होतात. व आत्मविश्वास निर्माण होण्यास मदत होते. त्यामुळे सदर परिकल्पना सत्य आहे.

परिकल्पना : ४

अभ्यासविषयक सवयीच्या उपाययोजनामुळे अध्ययन विषयक सवयी जोपासता येतील.

प्राप्त माहितीवरून असे दिसून आले की, विद्यार्थ्यांमध्ये इष्ट सवयी निर्माण होतात व त्या टिकवून ठेवण्यासाठी उपाययोजना केल्यास अध्ययन विषयक सवयी टिकवता येतील म्हणून प्रस्तूत परिकल्पना सत्य आहे.

शिफारशी :

१. शिक्षकांनी विद्यार्थ्यांना अभ्यासक्रमांचा आराखडा तयार करण्यास मदत करावी आणि अध्ययन करण्यास प्रवृत्त करावे.
२. शिक्षकांनी विद्यार्थ्यांना वेळोवेळी मार्गदर्शन करावे त्यामुळे विद्यार्थ्यांमध्ये अध्ययन विषयक निकोप सवयीची जोपासना होईल.
३. शिक्षकांनी विद्यार्थ्यांमध्ये स्वयंपूर्ण रितीने गृहकार्य पूर्ण करण्यासाठी प्रेरणा निर्माण करावी.

पालकांसाठी शिफारशी :

१. पालकांनी आपल्या पाल्यांना अभ्यासासाठी वेळोवेळी मार्गदर्शन करावे.
२. पालकांनी महिन्यातून एकदा शाळेत जाऊन आपल्या पाल्याच्या प्रगतीचा आलेख पहावा.

३. पालकांनी आपल्या पाल्यांच्या शाळेतील शैक्षणिक अडचणी सोडविण्यास मदत करावी.

विद्यार्थ्यांसाठी शिफारशी :

१. विद्यार्थ्यांनी वर्ग अध्यापनाच्या वेळी मुलभूत संकल्पना समजून घेण्याचा जाणीवपूर्वक प्रयत्न करावा.
२. स्वाध्याय वेळीच पूर्ण करण्याची सवय लावून घ्यावी जेणेकरून नियमित अभ्यासाच्या प्रवृत्तीत बळकटी येईल.
३. विद्यार्थ्यांनी स्वयंअध्ययन करत असतांना येणाऱ्या अडचणींचे निराकरण करण्यासाठी शिक्षकांची अथवा पालकांची आवश्यक तेथे मदत घ्यावी.

संदर्भ सूची :

१. कुंडले म.बा. (१९८३); अध्यापन शास्त्र आणि पध्दती नुतन प्रकाशन पुणे.
२. दांडेकर वा.ना. (१९७२) शैक्षणिक व प्रायोगिक मानसशास्त्र; श्री. विद्या प्रकाशन पुणे.
३. भांडारकर के.म. (१९९८) शैक्षणिक संशोधन पध्दती, नुतन प्रकाशन, पुणे.
४. भिंताडे वि.रा., (१९९४) शैक्षणिक संशोधन पध्दती, नुतन प्रकाशन; पुणे.
५. मुळे. रा.श.व.प्रा. उमाठे वि.तू. (१९९८), शैक्षणिक संशोधनाची मुलतत्वे, विद्याबुक्स प्रकाशन, औरंगाबाद.
६. Buch M.B. (१९७२-१९९१) II, III, IV, V Survey of Research in Education; NCERT New Delhi.
७. National Psychological Corporation - Catalogue of Psychological Test & Instrument 1994 by NCP (A House of Indian Psychological Test & Approach Printing- kamal Nagar, Agra.)

Principal
Dr. Zakir Hussain College of Education
Khuldaabad, Dist. Aurangabad

नवीन प्रकल्पांचा परिचय : शिक्षकांना चिरंतन विकासासाठीचे उपक्रम राबवतांना येणाऱ्या अडचणींचा शोध व उपाययोजना

डॉ. एल. के. राठोड

सहयोगी प्राध्यापक

शासकीय अध्यापक महाविद्यालय,

आय.ए.एस.ई., औरंगाबाद.

एस.पी.गावंडे, पी.जी.कावळे

संशोधक विद्यार्थी

शासकीय अध्यापक महाविद्यालय,

आय.ए.एस.ई., औरंगाबाद.

सारांश

चिरंतन विकासाचा कधीही शेंवटचा टप्पा नसतो तर ही एक सतत चालणारी प्रक्रिया असून यामध्ये विकासाकरिता आवश्यक बाबींमध्ये सुसंगती साध्य केली जाते. सशाधकाने चिरंतन विकासासाठी शिक्षण या विषयाची निवड केली आहे. 25 शिक्षक यादृष्टिक पध्दतीने नमुना म्हणून निवडलेले आहे. सर्वेक्षण पध्दतीचा वापर करून शिक्षकांकडून चाचणी मरुन घेतली आहे. त्यावरून माहितीचे संकलनाद्वारे अर्थ निर्वचन करून निष्कर्ष काढले आहेत व शिक्षकांना मांडल्या आहेत. त्या निष्कर्शात निवडलेल्या एकूण प्रतिसादाकांपैकी 88 टक्के प्रतिसादकांनी वृक्षारोपण यासारखे उपक्रम राबवतात असे सांगितले व नैसर्गिक साधनांचा वापरामुळे पर्यावरणाचा -हास होतो असे सांगितले तर यासाठी 56 टक्के शिक्षकांनी वेळेचा अभाव, 12 टक्के शिक्षकांनी भौतिक साधनांचा अभाव, 8 टक्के शिक्षकांनी विद्यार्थ्यांची वाढती संख्या याप्रकारच्या अडचणी उपक्रम राबवतांना येतात असे सांगितले. यावरून हे संशोधन, शिक्षक, विद्यार्थी व समाजासाठी उपयुक्त ठरणार आहे.

प्रस्तावना :

विकसित देशाच्या वाढीकरिता साधनसंपत्तीचा मोठ्या प्रमाणात उपयोग केला गेला व त्याचा परिणाम म्हणजे जमिनीची धूप मृदा धूप वन निर्मूलन व वाळवंटीकरण हे झाले. गेल्या 100 वर्षांत वातावरणातील कार्बन वायुमध्ये 50 टक्क्यांनी वाढ झाली व हा वातावरणावर होणारा प्रतिकूल परिणाम कमी करण्याकरिता लोकसंख्येमध्ये होणारी वाढ कमी करणे, कारखान्यांमधून तयार होणारे निरुपयोगी व घातक पदार्थ यांचे योग्य नियंत्रण करणे, त्यांची योग्य रीतीने विल्हेवाट लावणे आणि अमुननिर्माणक्षम संसाधनांचा उपयोग कमी करणे या बाबी आवश्यक आहे चिरंतन विकासाच्या संकल्पनेला 1987 च्या बुडलॅंड कमिशन (World Commission on Environment development) नंतर अधिक महत्त्व प्राप्त झाले. यामध्ये WCED ने चिरंतन विकासाची व्याख्या याप्रमाणे केली. चिरंतन विकास म्हणजे अशी क्षमता की ज्यामुळे भावी पिढीच्या गरजा पूर्ण करण्याकरिता कोणतीही तडजोड न करता सध्याच्या पिढीच्या गरजा पूर्ण होतील.

चिरंतन विकास केवळ पर्यावरणीय बाबींवर केंद्रित नसतो तर यामध्ये सर्वसाधारणपणे अन्य तीन घोरणात्मक क्षेत्रांचादेखील समावेश होतो. ते घटक म्हणजे आर्थिक, पर्यावरणीय व सामाजिक हे आहेत. चिरंतन विकासाचा कधीही शेंवटचा टप्पा नसतो तर ही एक सतत चालणारी प्रक्रिया असून यामध्ये विकासाकरिता आवश्यक बाबींमध्ये सुसंगती साध्य केली जाते व पर्यावरणाचेदेखील संवर्धन होते.

भारतात चिरंतन विकासासाठी समानार्थी संज्ञा म्हणून पौष्णीय विकास, हारवत विकास, टिकाऊ विकास, सुरक्षित विकास, चिरस्थायी विकास, दीर्घकालीन विकास, सदाबहार विकास, पर्यावरण प्रामाण्य विकास इत्यादी संज्ञांचा उपयोग केला जातो. चिरंतन विकास किंवा चिरस्थायी विकास अथवा हारवत विकास म्हणजे हमी देणारा विकास, चिरंतन विकास म्हणजे कधीही न धांबणारा विकास, सतत कार्यरत असलेला विकास, त्यातून सर्व सजीवांचे

कल्याण करणे हा अर्थ या शब्दांतून अभिप्रेत आहे.

समस्या विधान :

नवीन प्रकल्पांचा परिचय-औरंगाबाद शहरातील अध्यापक विद्यालयातील शिक्षकांना चिरंतन विकासासाठीचे उपक्रम राबवतांना येणा-या अडचणीचा शोध घेणे व उपाययोजना सुचविणे. संशोधनाची उपयोगिता :

शिक्षण हे मानवाच्या सर्वांगीण विकासाचे प्रवृत्तार आहे. औद्योगिकरणातून झालेली मानवी प्रगती शिक्षणातूनच झाली आहे. परंतु आज या शिक्षणातील पर्यावरणासंबंधीचे मूलभूत विचार बदलण्याची गरज आहे. नैसर्गिक संसाधनांचा हवा तोवडा उपयोग न करता ही संपत्ती काटकसरीने वापरायची असा विचार रुजवणे आवश्यक आहे. नवौन ग्रामीण विकास योजना अंमलात आणतांना पूर्वीचे जे काही दोष किंवा चुका असतील त्या सुधारल्या गेल्या असल्या तरी त्याकडे बारकाईने पाहिल्यास चिरंतन विकासाचा अभाव आढळतो. सध्या अस्तित्वात असलेल्या ग्रामीण विकास योजनांमध्ये पंचायत राज योजनेमधील कमतरता कमी करण्याकरिता जरी प्रयत्न केले गेले असले तरी चिरंतन विकासाच्या दृष्टीने फारसे प्रयत्न केले गेले नाहीत, म्हणून शासकिक संशोधनाची आवश्यकता आहे.

सध्या अस्तित्वात असलेली विकासाची पध्दत गरजांवर आधारलेली आहे, परंतु त्यामुळे निसर्गाचे संवर्धन व मानवतावादी दृष्टीकोन याकडे दुर्लक्ष झाले आहे. दूरगामी उद्दिष्टप्राप्तीच्या दृष्टीने कमी प्रयत्न केले जात आहेत. त्याचप्रमाणे भावी पिढीच्या गरजांकडेदेखील डोळेप्राक केली जात आहे. सद्यस्थितीत समाजाकडे मग तो नागरी असो की ग्रामीण विकासाचा दृष्टीकोन मानवकेंद्रित (People oriented) न राहता उत्पादनकेंद्रित (Production oriented) झाला आहे. सध्याच्या विकास पध्दतीमधील समाजाची भौतिक व धार्मिकदृष्ट्या संपृष्टता हे चिरंतन विकासाची उद्दिष्टे दुर्लक्षित होतात.

नैसर्गिक संसाधनांचा उपयोग केला गेला तरच मानवाच्या तात्कालीन विकासाबरोबरच पुढील पिढीच्या विकासासाठी आवश्यक असणारी ही नैसर्गिक, आर्थिक तसेच भौतिक संसाधनांचा योग्य उपयोग त्यांचे पुनर्निवनीकरण व त्यांचे संरक्षण यातूनच चिरंतन विकास साधने शक्य होईल व पृथ्वीवरील सजीवांचे अस्तित्व अबाधित राहील. पर्यावरणाचा - हास न करता गरिबी नष्ट करण्याच्या दृष्टीकोनातून दीर्घकालीन योजना तयार करणे व त्या प्रत्यक्षात राबवणे हे चिरंतन विकासासाठी आवश्यक आहे. संपूर्ण मानवी समाजाच्या मवितव्यासाठी व कल्याणाची काळजी करणे व त्यादृष्टीने योग्य संशाधनांचा उपयोग करणे क्रमप्राप्त आहे.

संशाधनाची उद्दिष्टे :

1. अध्यापक विद्यालयात चिरंतन विकास या विषयांतर्गत राबवल्या जाणा-या विविध उपक्रमांचा शाघ घेणे.
2. चिरंतन विकास या विषयांतर्गत येणा-या घटकानुसार राबवल्या जाणा-या उपक्रमांचा शाघ घेणे.
3. चिरंतन विकास या विषयांतर्गत शिक्षकांना उपक्रम राबवतांना येणा-या अडचणींचा शाघ घेवून उपाय योजना सुचविणे.

परिकल्पना :

1. चिरंतन विकास या विषयांतर्गत विविध उपक्रम राबवले जात असावेत.
2. चिरंतन विकास या विषयांतर्गत येणा-या घटकानुसार उपक्रम राबवले जात असावेत.
3. चिरंतन विकास या विषयांतर्गत शिक्षकांना उपक्रम राबवतांना येणा-या अडचणीसाठीच्या उपाययोजनामुळे अडचणीवर मात होवू शकते.

संशाधन पध्दती :

संशाधनाची उद्दिष्टे, माहिती, संकलनाचे तंत्र, साधने, क्षेत्र इत्यादी अनेक प्रकारच्या आधारावर शाक्षणिक संशाधन पध्दतीचे वर्गीकरण करण्यात येते.

1. ऐतिहासिक संशाधन पध्दती
2. सर्वेक्षण संशाधन पध्दती
3. प्रायोगिक संशाधन पध्दती

संशाधनासाठी निवडलेली पध्दती :

प्रस्तुत संशाधन कार्य पूर्णत्वास नेण्यासाठी संशाधकाने सर्वेक्षण पध्दतीची निवड केलेली आहे. सर्वेक्षणामुळे विशिष्ट क्षेत्रातील वर्तमान स्थितीचे यथार्थ चित्र कळते. कोणकोणत्या बाबी वर्तमान स्थितीत उपलब्ध आहेत याची माहिती मिळते.

प्रश्न विचारण्याच्या काळजीपूर्वक आयोजितलेल्या पध्दती आणि नमुना निवडीच्याशास्त्रीय पध्दती वापरून तयार केलेले

अर्थनिर्वचन :

प्रश्न : 1 आपल्या अध्यापक विद्यालयात कोणकोणत्या उपक्रमाविषयी माहिती दिली जाते?

विधान : आपल्या अध्यापक विद्यालयात पर्यावरण शिक्षणावर आधारीत उपक्रमांच्या माहिती बाबत.
कोष्टक क्र. 1

अ. क्र.	प्रतिसादाचे स्वरूप	वृत्तारोपन	वृत्तदिंडी	वनसंवर्धन	वनीकरण	जाणीव जागृती	एकूण
1	एकूण शिक्षक 25	22	कृ	कृ	कृ	3	25
2	टक्केवारी	88%	कृ	कृ	कृ	12%	100%

शाक्षणिक समस्यांचे संशोधन म्हणजे सर्वेक्षण होय. सर्वेक्षण पध्दती मध्ये एका विशिष्ट वेळेच्या परिस्थितीत खूप मोठ्या जनसंख्येच्या संदर्भात माहिती गोळा केली जाते. सर्वेक्षणाचा संबंध मोठ्या संस्थेतून माहिती काढून त्यावरून निघालेले निष्कर्ष सर्वसामान्य शास्त्रीय माहितीशी निगडित असते.

न्यादर्श :

जनसंख्या तथ्यांविषयी पुर्वानुमान करण्यासाठी जनसंख्येतून निवडलेल्या व्यक्ती किंवा वस्तू यांच्या लहान संचाला न्यादर्श म्हणतात. न्यादर्श / नमुना निवडीच्या पध्दती :

न्यादर्श निवडीच्या अगोदर संशाधनाची जनसंख्या ही निश्चित करावी लागते. जनसंख्येच्या संपूर्ण घटकांचा अंतर्भाव होईल अशा न्यादर्शाची निवड करावी लागते. न्यादर्शाचे दोन प्रमुख गटात वर्गीकरण केले जाते.

1. सांभाव्यता पध्दती :

ज्या पध्दतीत अभ्यासक आपल्या व्यक्तिगत निर्णयानुसार जनसंख्येचे घटक निवडतांना ते निवडले जाण्याची निश्चित सांभाव्यता ज्या पध्दतीने असते त्या पध्दतींना सांभाव्यता पध्दती म्हणतात.

2. असंभाव्यता पध्दती :

ज्या पध्दतीत अभ्यासक आपल्या व्यक्तिगत निर्णयानुसार जनसंख्येने प्रतिनिधित्व करू शकतो त्यांना असंभाव्यता पध्दती असे म्हणतात.

औरंगाबाद शहरातील एकूण अध्यापक विद्यालयापैकी अध्यापक विद्यालयाची यादृच्छिक पध्दतीने निवड केली. संशोधकाने एकूण 25 शिक्षक असे प्रत्येकी 5 शिक्षक याप्रमाणे विद्यालयातून यादृच्छिक पध्दतीने निवडले येथे शिक्षक हा मानवी नमुना म्हणून वापर केला आहे.

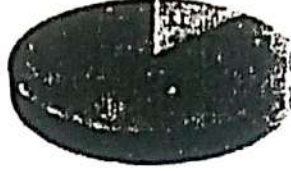
संशाधनाची साधने :

संशाधकानेशिक्षकांना चिरंतन विकासासाठीचे उपक्रम राबवतांना येणा-या अडचणींचा शाघ व उपाययोजना या शोधिकेसाठी प्रश्नावली तयार केली व तिचा माहिती संकलनासाठी उपयोग करण्यात आला. या शोधिकेद्वारे शिक्षकांची मते मागवली आहेत. या शोधिकेत चिरंतन विकासामध्ये सामाजिक व आर्थिक विकास व पर्यावरणाचा विकासाचा समावेश होते. या तीन क्षेत्रासाठी व क्षेत्रातील मतांसाठी शोधिका वापरली. शोधिकेचे यश हे बळशी उत्तराच्या सत्यतेवर अवलंबून असते ही सत्यता अनिबंधीत असते. या शोधिकेचा उपयोग मार्गदर्शनाखाली केला जातो.

प्राप्त माहितीचे संकलन पृथ्यकरण व अर्थनिर्वचन प्रश्नावली (25प्रश्न) शोधिकेच्या साहाय्याने औरंगाबाद शहरातील पाच अध्यापक विद्यालयांची निवड करून प्रस्तुत अध्यापक विद्यालयांमध्ये प्रश्नावली भरून घेण्यात आली व त्याद्वारे मिळालेल्या माहितीचे संकलन पृथ्यकरण व अर्थनिर्वचन करून निष्कर्ष काढले.



पर्यावरण
विभाग प्रमाणित



आलेख क्र. 1 : आपल्या अध्यापक विद्यालयात पर्यावरण शिक्षणावर आधारीत उपक्रमांची माहिती दराविणारा वृत्तालेख.

अर्थनिर्वचन :

वरील माहितीवरून 88% शिक्षकांनी वृक्षारोपण या उपक्रमाविषयी माहिती दिली तर 12% शिक्षकांनी जाणीव जागृती या उपक्रमाविषयी माहिती दिली जाते असे सांगितले.

यावरून वृक्षारोपण या उपक्रमांची अधिकाधिक माहिती पुरविली जाते असे दिसून येते.

प्रश्न 2 : मानवी आर्थिक विकास करत असतांना नैसर्गिक संसाधनाच्या उपयोगामुळे कोणत्या समस्या निर्माण होतात?

विधान : मानवी आर्थिक विकास करत असतांना नैसर्गिक संसाधनाच्या उपयोगामुळे समस्या निर्माण होतात याबाबत.

कोष्टक क्र. 2

अ. क्र.	प्रतिसादाचे स्वरूप	पर्यावरण संतुलित राहते	पर्यावरणाचा -हास होतो	मानवी जीवन सुखी होते	विज्ञान व तंत्रज्ञानात प्रगती होते	एकूण
1	एकूण शिक्षक 25	22	कृ	कृ	3	25
2	टक्केवारी	88%	कृ	कृ	12%	100%

मात्र-सांख्यिकीय
माहिती
समाधानाचा प्रमाणित
माहिती



आलेख क्र. 2 : मानवी आर्थिक विकास करत असतांना नैसर्गिक संसाधनाच्या उपयोगामुळे समस्या निर्माण होतात त्या समस्यांची माहिती दर्शविणारा आलेख

अर्थनिर्वचन :

वरील माहितीवरून 88% शिक्षकांनी पर्यावरणाचा -हास होतो या विषयी माहिती दिली तर 12% शिक्षकांनी विज्ञान व तंत्रज्ञानात प्रगती होते अशी माहिती दिली असे

सांगितले.

यावरून पर्यावरणाचा -हास होतो ही समस्या जास्तीत जास्त शिक्षकांनी सांगितली.

कोष्टक क्र. 3 : चिरंतन विकासासाठीचे उपक्रम राबवतांना खालीलपैकी कोणत्या अडचणी येतात?

विधान : चिरंतन विकासासाठीचे उपक्रम राबवतांना वेगवेगळ्या अडचणी येतात

कोष्टक क्र. 3

अ. क्र.	प्रतिसादाचे स्वरूप	वेळेचा अभाव	विद्यार्थ्यांची वाढती संख्या	भौतिक साधनांचा अभाव	वरील पैकी सर्व	एकूण
1	एकूण शिक्षक 25	14	2	3	6	25
2	टक्केवारी	56%	8%	12%	24%	100%



वेळेचा अभाव
विद्यार्थ्यांची वाढती संख्या
भौतिक साधनांचा अभाव
वरील पैकी सर्व

आलेख क्र. 3 : चिरंतन विकासासाठीचे उपक्रम राबवतांना वेगवेगळ्या अडचणी दहाविणारा ब्रुत्तलेख.

अर्थनिर्वचन :

वरील कोष्टकीय व आलेखीय माहितीवरून 56% शिक्षकांना वेळेचा अभाव, 8% शिक्षकांना विद्यार्थ्यांची वाढती संख्या, 12% शिक्षकांना मौलिक साधनांचा अभाव आणि 24% शिक्षकांना उपरोक्त सर्व अडचणी येतात. यावरून असे दिसून येते की, उपक्रम राबवतांना वेळेचा अभाव येतो असे जास्तीत जास्त शिक्षक सांगतात.

निष्कर्ष, शिफारशी व उपाययोजना :

1. अध्यापक विद्यालयात चिरंतन विकास या विषयांतर्गत राबवल्या जाणा-या विविध उपक्रमांचा शोध घेणे. या उद्दिष्टासाठी प्राप्त माहितीवरून असे दिसून आले की अध्यापक विद्यालयामध्ये 100% शिक्षकांनी पर्यावरण शिक्षणावर तात्वीक माहिती सांगितली जाते असे सांगितले ही तात्वीक माहिती घेवूनच पर्यावरण शिक्षणावर आधारित विविध उपक्रम राबवले जातात आणि विविध उपक्रमांत 64% शिक्षकांनी मूल्यशिक्षणावर आधारित, 20% शिक्षकांनी प्रदूषणास आळा घालणे आणि 16% शिक्षकांनी वरील सर्वच प्रकारे उपक्रम राबवले जातात. असे सांगितले म्हणून उपरनिर्दीष्ट उद्दिष्टाची यथार्थता स्पष्ट होते.
2. चिरंतन विकास या विषयांतर्गत येणा-या घटकानुसार राबवल्या जाणा-या उपक्रमांचा शोध घेणे. या उद्दिष्टासाठी 60% शिक्षकांनी उपक्रम हे गट करून राबवतात, 88% शिक्षक विद्यार्थ्यांना वृक्षारोपण या उपक्रमाविरायीची माहिती देतात असे आढळून आले व 88% शिक्षकांनी उपक्रमावर चाचणी घेतली जाते असे सांगितले तसेच 64% शिक्षकांनी चिरंतन विकासासाठी भविष्यकालीन आव्हानांची जाणीव हे उद्दिष्ट असावे असे सांगितले. म्हणून वरील उद्दिष्टांची यथार्थता स्पष्ट होते.

3. चिरंतन विकास या विषयांतर्गत शिक्षकांना उपक्रम राबवतात येणा-या अडचणीचा शोध घेणे. या उद्दिष्टासाठी मानवी आर्थिक विकास करत असतांना नैसर्गिक साधनांच्या उपयोगामुळे पर्यावरणाचा-हास होतो असे 88% शिक्षकांनी नमुद केले व विविध उपक्रम राबवल्यामुळे विद्यार्थ्यांचा चिरंतन विकास होतो असे 96% शिक्षकांनी सांगितले हे उपक्रम राबवत असतांना वेळेचा अभाव ही अडचण 56% शिक्षकांना येते असे सांगितले म्हणून सदरील उद्दिष्ट यथार्थ आहे.

शिफारशी :

1. शिक्षकांनी चिरंतन विकासासाठीच्या शिक्षणाचा आराखडा तयार करावा.
2. शिक्षकांनी विद्यार्थ्यांना वेळोवेळी मार्गदर्शन करावे. त्यामुळे विद्यार्थ्यांमध्ये चिरंतन विकास होण्यास मदत होईल.
3. शिक्षकांनी विद्यार्थ्यांमध्ये चिरंतन विकासासाठीचे उपक्रम पूर्ण करण्यासाठी प्रेरणा निर्माण करावी.

उपाययोजना :

1. शिक्षकांनी चिरंतन विकासासाठीच्या आराखड्याची अंमलबजावणी करावी.
2. शिक्षकांनी चिरंतन विकासासाठीच्या शिक्षणासाठीच्या आराखड्यामध्ये वेळेचे नियोजन करून उपक्रम राबवावेत.
3. या आराखड्यामध्ये विविध अभ्यासेतर उपक्रमांची नोंद करून ते उपक्रम सहकार्यांच्या मदतीने राबवावेत.

संदर्भ सूची :

1. सामुदायिक विकास आणि विस्तार कार्याची मुलतत्त्वे - प्रा. चंद्रशेखर लाखे.
2. विस्तार शिक्षण - सोपान वि. सुपे
3. ग्रामीण व नागरी समाजशास्त्र - डॉ. बी.एस. क-हाडे
4. सामुदायिक विकास विस्तार शिक्षण - प्रा. बी.बी. तिजारे
5. पर्यावरण शिक्षण - प्रा.डॉ. प्रकाश सावंत
6. पर्यावरण अभ्यास - डॉ. सुरेश फुले
7. लघुउद्योग सोयी-सवलती - श्री. जे.के. जाधव
8. उद्योजकता - देशकर
9. सामुदायिक विकास, विस्तार शिक्षण व महिला सबलीकरण - डॉ. उज्वला वैरागड / प्रा. विद्युल्लता मुळे.

Principal

Dr. Zakir Hussain College of Education
Khuldabad, Dist. Aurangabad

Education with Sovereignty and Strength

Dr. Jwala Ramkrishna Rayde

Assistant Professor, Mohammad Ali Jinnah Women's College of Education, Aurangabad, Maharashtra, India

ABSTRACT

We have been witnessing number of educational problems everywhere. There are gross violations of fundamental rights, opportunities, weaker person's rights and injustice etc. There is a lot of mis-application of Strength and Sovereignty costing untold miseries and sorrows. Therefore the author of this paper felt the need to explain the casual factors of problems and identify relevant educational solutions to remove those barriers.

KEYWORDS: Sovereignty, Strength, Education

How to cite this paper: Dr. Jwala Ramkrishna Rayde "Education with Sovereignty and Strength" Published in International Journal of Trend in Scientific Research and Development (IJTSRD), ISSN: 2456-6470, Volume-5 |

Issue-5, August 2021, pp.655-658, URL: www.ijtsrd.com/papers/ijtsrd43906.pdf

Copyright © 2021 by author (s) and International Journal of Trend in Scientific Research and Development Journal. This is an Open Access article distributed under the terms of the Creative Commons Attribution License (CC BY 4.0) (<http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/>)

This study has been undertaken within the perspectives of human rights education with a view to implement quality education, everyone getting equal opportunity without violating rights and power. Following are the objectives of the present study:

1. To analyse strength and sovereignty;
2. To identify self as supreme authority;
3. To investigate why to surrender rights;
4. To analyse the role of education to translate Strength and sovereignty;
5. To examine sovereignty and Strength as essential condition for quality education;
6. To assess violation of Strength & sovereignty and their related consequences in education;
7. To suggest some remedial measures.

Concept of Strength and Sovereignty

Strength is the delegated legitimate power to carry out objective works and to enforce obedience, discipline or controlling misbehaviour. It is delegated to a person to exercise responsibility. On the other hand Sovereignty is a natural right. All human beings are gifted with rights and dignity for living free life. Right is the protection of our own and others rights. Delegated power is a means to bring wide range of relationships between Strength and subjects, whereas Sovereignty is the scope for their inter-actions. Strength is restricted by constraints, oppositions or

criticism. Sovereignty to exercise Strength is directed to right, good, accepted, positive actions and goals. It is also associated with conditions of penalty and reward. This means that all wrong actions, negative behaviours and negligence will be checked and liable to punishment; whereas positive right actions are free to exercise and also be rewarded in the form of material, praise, appreciation etc.

Sovereignty is a moral license which permits right actions. It accepts ethical principles upholding purity of motives and moral standard. Any unethical thought or action is restricted and no person has Strength to indulge freely ignoring written laws, rules, regulations or unwritten oral tradition and social norms etc. Ignoring to such authority's decisions or long usages intentionally by any person(s) is undesirable. Such acts are dangerous barriers, which hinder all developments and progress. Strength is an absence of constraints. Unless he is ignorant of human rights, no Strength can exercise any artificial condition like unjust penalty/ imprisonment etc.

Plato identified that, "no man does evil knowingly but because of ignorance of good". Ignoring the truth, good, positive values, liberty of innocent people, rights and dignity of others, making harm by means of partiality, supersession, denying opportunities



PHPS
ISSN 2456-5180 (ONLINE)
A PEER REVIEWED JOURNAL

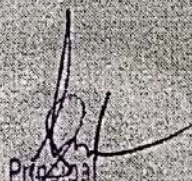
PHONIX INTERNATIONAL JOURNAL FOR PSYCHOLOGY AND SOCIAL SCIENCES

Vol. 4, Issue 1, Feb 2020
Impact Factor = 3.489 (SJIF)



2020

Editor in Chief
Dr. Bharat H Mimroth (Ph. D.)


Principal
Dr. Zakir Hussain College of Education
Khuldabad, Dist. Aurangabad

PUBLISHED BY PHONIX INTERVENTION CENTRE, DELHI




CHIEF EDITOR

Dr. Bharat H Mimroth

Editor-in-Chief, PIJPS
Phonix Intervention Centre, Rohini, Delhi 110 085, India
Phone : +91 9665644832
Email : drbharat@nkspt.in

EDITORIAL REVIEW BOARD

<p><u>Ms. Monica Sharma</u> Founder of Phonix Intervention Centre Rohini, Delhi 110 085, India Phone : +91 8130014427 Email : phonixjournals@gmail.com</p>	<p><u>Dr. Faridah Binti Nazir, Ph.D,</u> Lecturer in Department of Malay Language Raja Melewar, Teacher's Training Institute, Seremban. Negeri Sembilan. Malaysia Phone : +017-6712095 Email : fidafn@gmail.com</p>
<p><u>Ms. Nikita. S. Varivani,</u> M.Phil. (Clinical Psy) Clinical Psychologist Civil Hospital, Ahmedabad CRR No: A46846 Mobile: - +91-9662633268 E-Mail:- nikitavariyani@gmail.com</p>	<p><u>Dr. Jean Cirillo,</u> Ph.D. Clinical Psychologist, Advanced Counseling Concepts, 27 Fairview Street Huntington, New York 11743 Phone : (855) 847-8184 Email : Jeancirillo@aol.com</p>


Principal
Dr. Zakir Hussain College of Education
Khuldabad, Dist. Aurangabad



Sl. NO.	ORIGINAL ARTICLES	PAGE NO.
1	Well-being of Caregiver and burden of Care giving to stroke patients by Abha Verma	5 – 13
2	A Study of Alienation on Faculty, Gender and Living of Area among College going students by Datta Vishwanath Londhe	14 – 29
3	A Study of anxiety, depression and stress on Urban and Rural College students by Dr. Dipak D. Nikam	30 – 38
4	A comparative study of Self-Confidence among Male and Female Inter-Collegiate Kabaddi players by Dr. R. P Rathod	39 – 45
5	Reaction to Frustration among Challenged and Normal Students by Dr. Jadhav Sunil Eknath	46 – 52
6	Gender Equality by Dr. Pooja More	53 – 58
7	A Study of Marital Adjustment among Working and Non- Working women by Dr. Ramesh D. Waghmare	59 – 67
8	A Study of Occupational stress among Worker by Suhas Baburao Joshi	68 – 91
9	Attitude towards Education among Teachers and Parents by Prashant Prakash Somvanshi	92 – 108
10	A Study of Self- Esteem among College Students by Sachin Vasant Sutar	109 – 118
11	Comparative Study of Aerobic Capacity among Judo and Boxing Players by Mr. Syed Riyazuddin and Dr Shaikh Afsar	119 – 123
12	Effect of Pre-Puberty Maturity on Psychological Factors among Girls by Sharda Vasant Matsagar	124 – 131
13	A comparative study of Self- Esteem among Male and Female College Students by Sumaya Khatoon	132 – 139
14	Effect of Self-Confidence on Adolescence by Sunanda R. Korde	140 – 147
15	Need and Importance of Education by Dr. Tej Singh Rajpal	148 – 152
16	Impact of internet addiction on depression by Rajeev Kumar Gupta	153 – 161
17	Impacts of Childhood Sexual Abuse: A Review of Literature on Female Victims in Young Adulthood by Nancy George and Lucila O Bance, Ph.D.	162 – 178
18	Manuscript Preparation	179 – 180
19	Little About The Publisher	181 – 182

Printed by
Dr. Zakir Hussain College of Education
Khuldabad, Dist. Aurangabad




Comparative Study of Aerobic Capacity among Judo and Boxing Players”

Mr. Syed Riyazuddin* and Dr Shaikh Afsar**

ABSTRACT

The present study was to compare the aerobic capacity among Judo and Boxing Player's. To complete this task a total of 30 (n = 30) Judo and Boxing players were selected purposively from different training institute of Aurangabad, age ranged between 18 to 30. **Methodology** – the Cooper’s 12 minute run walk test was conducted to measure the aerobic capacity of judo and boxing players by the research scholar. Data was collected individually by performing the test. Mean, standard deviation, degree of freedom and ‘T’-test was applied for data analysis and interpretation. **Conclusion** according to statistical measures it is seen in above table that the calculated mean and standard deviation of Judo and Boxing Players by using of Cooper’s 12 minute run walk test is 39.40 (7.04) and 44.41(8.22) respectively. The calculated ‘T-value is 2.45 at 0.05 level of significance. The table value for 58degree of freedom is 2.00. Hence the difference among the Judo and Boxing Players in aerobic capacity found is significant.

Keywords- Physiology, vo2max, Aerobic Capacity.


Dr. Zakir Hussain College of Education
Khuldabad, Dist. Aurangabad

*Research Scholar, Chistiya College, Khuldabad, Aurangabad

**Director of Physical Education, Chistiya College, Khuldabad, Aurangabad



INTRODUCTION

The meaning of human physiology we study how our organs, systems, tissues, cells and molecules within cells work and how their functions are put together to maintain our internal environment. Physiology is the study of how human body functions? Physiologists study the various characteristics of living things. Their students range from the most basic unit of organism, the cell, to the more complex organs and organ systems such as the brain and respiratory systems. Aerobic capacity - aerobic which means air, so aerobic reaction can be defined as the reaction which occurs in presence of air i.e. oxygen. In aerobic reaction, the glucose food is completely broken down into carbon dioxide and water by oxidation. Aerobic reaction produces a considerable amount of energy for use by the organism which gets stored in the ATP molecules. Aerobic capacity is perhaps the most important area of any fitness programme. Research clearly indicates that acceptable levels of aerobic capacity are associated with a reduced risk of high blood pressure coronary heart disease, obesity, diabetes, some forms of cancer, and other health problems in adults. The evidence documenting the health benefits of physical activity has been summarized most concisely in physical activity and health.

OBJECTIVES OF THE STUDY

- to study the aerobic capacity of judo players
- to study the aerobic capacity of boxing players

HYPOTHESIS OF THE STUDY

- **Ho¹** There will be no significant difference of aerobic capacity among Judo and Boxing Players.



- **Ho²** There will be significant difference of aerobic capacity among Judo and Boxing Players.

PROCEDURE & METHODOLOGY

To achieve the purpose of the study 30 (men) Judo and Boxing Players were purposively selected from Various Judo and Boxing institutions in Aurangabad (Maharashtra). The subject were ranged from 18 to 30 years of age group.

For the present study to test the aerobic capacity of judo and boxing players Cooper's 12 minute run walk test was conducted. It requires measuring tape, stop watch, lime powder, 400 meter track.


PURPOSE:

Cooper's 12 minute run walk test measures the aerobic fitness and provide an estimate of V_{O2} max. The cooper 12 minute run test requires the person being tested to run or walk as far as possible in a 12 minute period. The objective of the test is to measure the maximum distance covered by the individual during the 12 minute period and is usually carried out on a running track by placing cones at various distances to enable measuring of the distance. A stop watch is required for ensuring that the individual runs for the correct amount of time. **Scoring:** Record the total number of meters you traveled in 12 minutes.

RESULTS AND DISCUSSION

The appropriate statistical techniques were employed. The collected data were statistical measure like mean, standard deviation, degree of freedom, and 'T'-test was applied. The level of significance was $p > 0.05$ the results have been presented in the following table.

Table - 1


Principal
Dr. Zakir Hussain College of Education
Khuldabad, Dist. Aurangabad

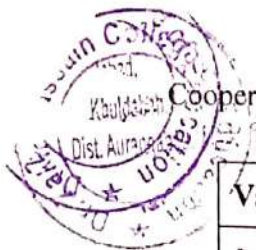
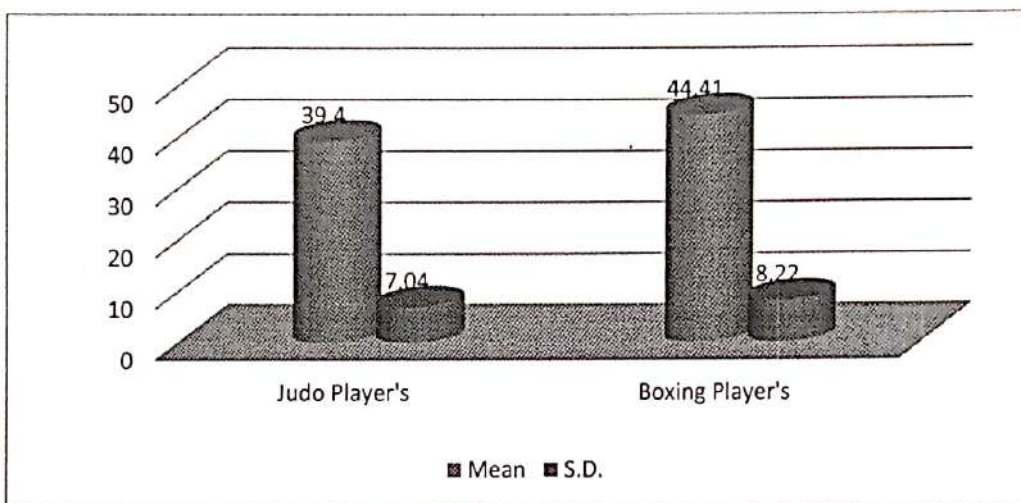


Table 1 shows the mean, standard deviation, degree of freedom and 'T'-test of Cooper's 12 Minute Run walk test of Judo and Boxing Player's.


Variables	Mean	S.D.	D.F.	T-Test
Judo Player's	39.40	7.04	58	2.45
Boxing Player's	44.41	8.22		



It is seen in above table that the calculated mean and standard deviation of Judo and Boxing Players by using of Cooper's 12 minute run walk test is 39.40 (7.04) and 44.41(8.22) respectively. The calculated 'T-value is 2.45at 0.05 level of significance. The table value for 58degree of freedom is 2.00. Hence the difference among the Judo and Boxing Players in aerobic capacity found is significant.

CONCLUSION

- I. The first hypothesis stated that there will be no significant difference in aerobic capacity among Judo and Boxing Player's is rejected i.e. **Ho1 is rejected.**


 Dr. Zakir Hussain
 College of Education
 Khuldabad, Dist. Aurangabad



The second hypothesis stated that there will be significant difference in aerobic capacity among Judo and Boxing Player's is accepted i.e. **Ho2 is accepted.**

After the statistical analysis of results of this study, the researcher came to know there is significant difference in aerobic capacity among Judo and Boxing Player's.

REFERENCES

A M Jones, H Carter The effect of endurance training on parameters of aerobic fitness. Sports medicine (Auckland, N.Z)(2000) Volume:29, Issue:6, Pages:1-7

A. Farzanesh Hesari, B. Mirzaei, .Mahdavi Ortakand, A. Rabienejad, P. T. Nikolaidis Relationship between aerobic and anaerobic power, and Special Judo Fitness Test (SJFT) in elite Iranian male judokas Apunts Medicina de l'Esport (2014) Volume: 48, Issue: 181, Pages: 25-29

A.K. Uppal, Physical fitness, Friends Publication, New Delhi.

Aaron Coutts, P. Reaburn, T.J. Piva, A Murphy Changes in selected biochemical, Explosive leg strength, power and endurance measures during deliberate overreaching and tapering in rugby league players, international Journal of Sports Medicine (20074) Volume: 28, Issue: 2, Pages: 116-124

Ajmeer Singh, (2008) "Essentials of physical education." Kalyani Publishers, New Delhi, P. 280.


 Principal
 Dr. Zakir Hussain College of Education
 Khuldabad, Dist. Aurangabad

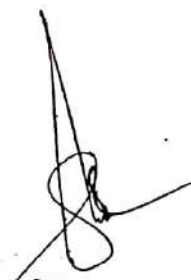
Minority Discourses Multidisciplinary Approaches



Dr. Farooz Aslam

Editors :
Dr. Qudus Nawaz
Dr. Farooz Farooqui

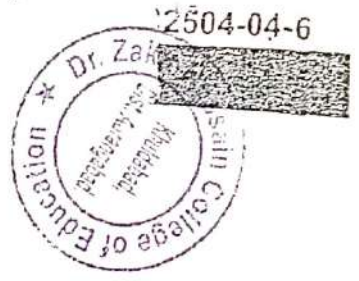

Principal
Dr. Zakir Hussain College of Education
Khuldabad, Dist. Aurangabad


Principal
Dr. Zakir Hussain College of Education
Khuldabad, Dist. Aurangabad.


Head of Dept.
Abdul Razzak Quadri Institute of Post Graduate Studies
in Education & Research (M.Ed. Courses)
Mhaismal Road, Khuldabad, Dist. Aurangabad

Efforts needed for better Access to Education of Minorities: A Review

Shaikh Feroz Farooq



The Muslim community should realise that there is a need for systematic transformation of the thinking process and the resulting behaviour through proper education. "In fact our salvation lies in acquiring strong knowledge economies powered by information technology, innovation and education," chairman of the National Commission for Minorities Educational Institutions M.S.A. Siddiqui has said. Going by the Sachar Committee report, Muslims were scraping the bottom of the educational barrel of the country. Their enrolment and retention rates at the primary and secondary levels were lower than the national average. Sufficient numbers of educational institutions were not available for Muslims across the country. Equal opportunity was also not available to all sections of Muslims. Most of their institutions are lacking in infrastructural and instructional facilities. Growth in numbers of their educational institutions has not been accompanied by an improvement in the delivery of quality education.

Access to education :

An important section of children of the Muslim community had involuntarily been excluded from mainstream education on account of their economic, social and cultural status. Concerted efforts were needed to promote access for such children to schooling and other educational resources. Minorities in general and Muslims in particular should strive hard to harness every source that could lead them to quality education, quality growth and quality development. Given the importance of a knowledge economy, the establishment of educational institutions of global standards ought to become the priority of minority communities. Internationalism in higher education needed to be promoted. The development of self-respect, a strong sense of ethics and inter-faith understanding through education were perhaps the most important mission of educational institutions, he added.

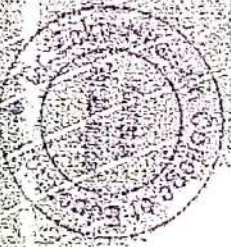
"Education is the single most important instrument for social and economic transformation. A well educated population, adequately equipped with knowledge and skill is not only essential to support economic growth, but is also a precondition for growth to be inclusive since it is the educated and skilled person who can stand to benefit most from the employment opportunities which growth will provide." (Para 10.1 of the Approach to the XIIth Five Year Plan). The Ministry of Human Resource Development has focused on an inclusive agenda, with a vision of realizing India's human resource potential to its fullest, with equity and excellence.

"All minorities... shall have the right to establish and administer education institutions of their own" is the mandate, as per Article 30(1) of the Constitution. Government is committed to address the existing backwardness in education of minorities, especially the Muslims, constituting a major chunk of the minorities. Therefore, the Prime Minister's New 15 Point Programme, New India, aims to enhance opportunities for education of minorities ensuring an equitable share in economic activities and employment. In an epoch of inter-ethnic violence and the resurgence of nationalism, the importance of fostering multicultural, tolerant societies is increasingly clear. The existence of minorities can either be considered societal richness and diversity, or a pretext for division and distrust. Education plays a key role in determining which of these outcomes will prevail. The social good of education is not intrinsic but dependent on its content and form; compulsory education can have either a socially destructive or constructive impact. Human rights require education to adapt to minorities in a more fundamental way than simply through

Principal
Dr. Zakir Hussain College of Education
Khuldabad, Dist. Aurangabad

Principal
Dr. Zakir Hussain College of Education
Khuldabad, Dist. Aurangabad.

Head of Dept.
Abdul Razzak Quadri Institute of Post Graduate Studies
In Education & Research (M.Ed. Courses)
Mhaismal Road, Khuldabad, Dist.



Modern Approaches

Innovative Psychology



Principal
Dr. Zakir Hussain College of Education
Khandwa, Dist. Jangam

Editor

Dr. Charulata Pradhan

Co-Editor

Dr. Sushil Mohan, Amulga, Dist. Jangam



324

www.newvoicespublication.com

ISSN 2231-3249


New Voices

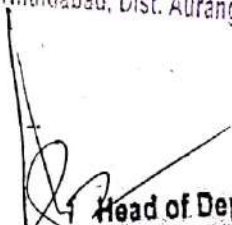
National Refereed Journal of
Multidisciplinary Studies

● Volume - I ● Issue - IV ● December 2011

Editor - in - Chief
Intekhab Hameed Khan

Managing Editor / Publisher
Shaikh Parvez Aslam


Principal
Dr. Zakir Hussain College of Education
Khuldabad, Dist. Aurangabad


Head of Dept.
Abdul Razzak Qasbi Institute of Post Graduate
Education & Research (M.Ed. C)

Dr. Zakir Hussain College of Education,
Khuldabad, Dist. Aurangabad.

Content

◆ LIBRARY SCIENCE

Knowledge Management in Libraries
Shaista Muqueem 1

◆ EDUCATION

A Study of Environmental Ethics of Teachers
*Mirza Mahefooz Baig *Sandeep D. Morande 7

Women Entrepreneurship in Two Townships of Maharashtra State
Naveed-U-Sahar 12

Career Guidance and Counseling In Secondary Schools
*S. M. Suleman **Fahseen Shaikh 19

Effect of Social Networking Sites in Communication of
Information in Distance Education : A Literature Review
Muntajeeb Ali Baig 23

Study of Achievement of M. Ed. Students in
Relation to their Percentile Point of Intelligence
Surekha Bhagyawant 28

Right to Elementary Education in India
Ansari Mohammad Azam M.S. 31

* Decolonizing: A Study of Indian Education
*Manorkha Pathan ** Shaikh Feroz Farooq 34

◆ PHYSICAL EDUCATION

Competitive Anxiety In Team Sports
*Feroj Sayyed **Mohd. Abdul Bari 37

"A Comparative Study on Personality Traits of Male and Female
Students Studying Bachelor of Physical Education Course"
*Mohd. Abdul Bari **Faisal Ahmed 41

A Comparative Study of Development of Reaction Ability in
Normal and Deaf and Dumb Boys Between 8 To 14 Years
*Shatrunjay M. Kote **Pradeep B. Dube 45

"Stress: Control Catalyst In Health Problems"
*Mohd. Abdul Bari **Feroj Sayyed 53

"A Comparative Study of Motivation Levels of
Teachers In College of Physical Education
And Academic Institutions"
*Moinuddin Farooqui **Faisal Ahmed 56

A study of Intersion-ofIntroversion Extraversion,
Neuroticism and self Concept of National Kho Kho Players,
Sambhaji Baburao Wagmare 62

Principal
Dr. Zakir Hussain College of Education
Khandabad, Dist. Aurangabad
Head of Dept.
Abdul Razzak Quadri Institute of Post Graduate Studies
In Education & Research (M.Ed. Courses)



nation be weakened so that in self-forgetfulness it would support the British Raj?

The changes that Macaulay brought after this are well documented and authenticated in books. The downward filtration method was formulated according to which the forward caste (even this was much later) was given preference in schools. To put it in his own words, "But it is impossible for us with our limited means to educate all in English. We must at present do our best to form a class of persons Indian in blood and colour but English in tastes, in opinion, in morals, and in intellect." To gauge how much he succeeded in his mission, we only need to look into the history of the Indian educated classes since that time onwards. The fact is that we have not tackled the Macaulayan issue even after Independence, and graver still, few realise that the problem exists at all. The system of giving preference to Brahmins in the govt. and missionary run schools went on for nearly hundred years. In the meantime other castes practicing any trade had lost their business due to the flooding of Indian markets with British goods and also due to the deliberate strangulation of their business by the British. Due to the land policy of the British, born out of their greed, the farmers had become landless labourers in their own lands, and the landlords the cruel stooges of the British. The systematic destruction of the Indian system of education deprived certain castes of education. Thus over a hundred years these castes had become impoverished and ignorant and the Brahmins who were supposed to lead the society became distorted in their understanding of things, due to foreign education. The school system introduced in India by the British as replacement of community village schools was based on the English pattern of education. It comprised of school buildings, trained teachers for teaching books decided by it, and supervisory staff for monitoring of its schools. School teachers instead of being gurus became government employees when their salary was paid by the state. In contrast the gurukul was the community maintained system of education of children by one of the learned persons from the community at his home. The teaching imparted by the teacher at the gurukul was contextual and around the values and life skills of the community. With the introduction of the formal schools set up by the state the ownership of the village school passed from the community to the state. What was being taught at the school was generally not relevant to the life of the community, therefore, the community not being familiar with the contents of the school subjects that were taught to its children found itself inadequate in monitoring the teaching-learning of its children.

It was not easy for the state to replace the indigenous tree that was uprooted, as starting each new school imposed heavy financial liability on the state such as cost of putting up a school building, training of teachers competent to teach its curriculum and payment of salary to them. Because of heavy one-time investment and recurring financial liability which each new school entailed the number of schools that the colonial government could set up in the country in 150 years were grossly inadequate for meeting the challenge of universal education.

Dr. Zakir Hussain College of Education
Khudabad, Dist. Aurangabad

Head of Dept.
Abdul Razzak Quadri Institute of Post Graduate Studies
In Education & Research (M.Ed. Courses)

Need to Destroy The Designs of Macaulay :

In Macaulay's letter dated 12th Oct., 1836, he wrote to his father: "Our English schools are flourishing wonderfully; we find it difficult to provide instruction to all. The effect of this education on Hindus is prodigious. No Hindu who has received an English education ever remains sincerely attached to his religion. It is my firm belief that if our plans of education are followed up, there will not be a single idolater among the respected classes 30 years hence. And this will be effected without our efforts to proselytize; I heartily rejoice in the prospect" But as the poison induced by Macaulay continues to weaken this nation, we hardly even care to know about "Indian thinking", Indian problems and Indian models and solutions to these problems. The best brains and the best energies are concentrated on evolving and applying western models and solutions. We seem to know less and less about our own nation. After all how does a nation die? One way is by physical destruction as the Europeans who settled in America destroyed whole civilizations there. Another is that people lose faith in their own way of life, their philosophies, their principles, their thought currents etc., and the nation is destroyed. Take for example, the Greek and Roman civilizations. What great civilizations they were! But there came a time when the intelligentsia lost faith in their own way of life, in their own wisdom. They adopted a totally different philosophy in their lives and where are these nations and their civilizations now? In a sense, in the museums and monuments!

Conclusion :

If we truly do not want to weaken ourselves as a nation, we need to extricate our educational system out of its Macaulayan traits, and obtain a fresh and untainted understanding of our ideals; for these have held us together as a nation for nearly ten thousand years. Then put them up for renewed enquiry before the younger generations so that if at all they are imbibed, they are expressed with feelings that become stronger, nobler and grander with time.

Reference :

- 1) Alickar, A.S. 1943. Education in Ancient India, New Delhi, Motilal Banarsidass.
- 2) Dilip K. Chakrabarti (Cambridge University, England): Colonial Indology Sociopolitics of the Ancient Indian Past, Munshiram Manoharlal, Delhi, 2000.
- 3) Ramachandra Rao, S.K. 1972. Original Ancient Thought, Bangalore, Bangalore University.
- 4) Radha Kumud Mookerjee. 1989. Ancient Indian Education, New Delhi, Motilal Banarsidass. (Reprint).
- 5) Thomas Babington (1800-1859), shortly to become Baron Macaulay: Speech before the Edinburgh Philosophical Society in 1846
- 6) William Carey: On encouraging the cultivation of Sanskrit among the natives of India, 1822 F.I. Quarterly 2-131-37

Dr. Manor Pathan

Assistant Professor, J.S.P.M. B.Ed. College, Khuldabad, Dist. Aurangabad (MS) India

Dr. Shaikh Feroz Farooq

Principal Syed Peer Haji Ali Shah Bukhari College of Education, Khuldabad
Dist. Aurangabad, (MS) India

Dr. Zakir Hussain College of Education
Khuldabad, Dist. Aurangabad

Head of Dept.

Abdul Razzak Quadri Institute of Post Graduate Studies
in Education & Research (M.Ed. Courses)




ISSN 2231-3249

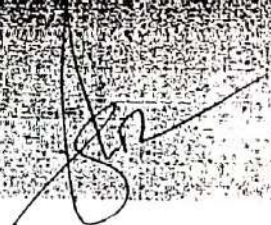
New Voices

Multilingual International Refereed
Journal of Multidisciplinary Studies

Volume - II Issue - III Oct. 2012

Editor
Parvez Aslam Shaikh


Principal
Dr. Zakir Hussain College of Education
Khuldabad, Dist. Aurangabad
Head of Dept.
Abdul Razzak Quadri Institute of Post Graduate Studies
In Education & Research (M.Ed. Courses)
Mhaismal Road, Khuldabad, Dist. Aurangabad


Dr. Zakir Hussain College of Education



Total Quality Management: A Study

Sk. Feroz Farooq

Introduction :

Quality in the higher education context is a complex concept. It must be understood at the global, state, institutional and individual level. If institutions of higher education are serious about improving quality in both their educational and administrative components, then they should look to Total Quality Management (TQM) as an all encompassing method for achieving these objectives. An understanding of TQM and the ability to adapt it to unique college and university environments is essential to improving the quality of college administration.

Quality management in education is a vital milestone in the development of the modern and future Indian society. The cohesion of the requirements of students, society and College staff is the foundation of a sustainable knowledge spiral to quality education. In order to examine the problem thorough study of the parties involved in the process is required. With changing patterns of education delivery from face to face to on line, course content, nature of learner, and organizational structures, the concept of quality has become an inherent component of the educational process for its success. Total Quality management in education is a timely tool, which must be clearly understood, adopted and implemented as soon as possible.

What is quality?

Dictionary has many definitions: "Essential characteristic," "Superior," etc.

Some definitions that have gained wide acceptance in various organizations: "Quality is customer satisfaction," "Quality is Fitness for Use."

Definition of quality:

The American National Standards Institute (ANSI) and the American Society for Quality (ASQ) define quality as: "The totality of features and characteristics of a product or service that bears on its ability to satisfy given needs."

What is TQM?

A comprehensive, organization-wide effort to improve the quality of products and services, applicable to all organizations

Reasons for quality becoming a priority for most centers of higher learning:

- 1) Competition Today's market demand high quality Students
- 2) Changing Students The new students is not only commanding priority based but is more demanding about the "quality system."
- 3) Changing opportunities The shift from one faculty to another as well as for on subject to another gave an edge to students in this competitive world.

Quality Trilogy :

1. Quality planning: Process of preparing to meet quality goals. Involves understanding student's needs and developing him
2. Quality control: Process of meeting quality goals during teaching. Control parameters. Measuring the deviation and taking action.
3. Quality improvement: Process for breaking through to unprecedented levels of performance. Identify areas of improvement and get the right people to bring about the change.

Principal
Dr. Zakir Hussain College of Education

Head of Dept.
Abdul Razzak Quadri Institute of Post Graduate Studies



ISSN 2277-8063 (Print)

June -2024

Vol. XIII / Issue. II / 2024

Impact Factor – 8.283



Navjyot

नवज्योत

International Interdisciplinary Research Journal
Science, Humanities, Social
Sciences, Languages, Commerce & Management

(A Quarterly, High Impact Factor, Peer Reviewed, Referred & Indexed Journal)

Indexed by:



Chief Editor

Prof. Dr. Ravindra. P. Bhanage

Dept. of Political Science,

Shivaji University,

Kolhapur.

- Published by-

HOUSA Publication

Principal
Dr. Zakir Hussain College of Education
Khuldabad, Dist. Aurangabad



ग्रामीण भागातील मुस्लिम समाजाच्या विकासासाठी उच्च शिक्षणाची गरज

शेख मतीन लतीफ संशोधक विद्यार्थी डॉ. बाबासाहेब आंबेडकर मराठवाडा विद्यापीठ, औरंगाबाद
डॉ. शेख फिरोज फारुक प्राचार्य डॉ. झाकीर हुसैन अध्यापक महाविद्यालय खुलताबाद, ता.खुलताबाद जि. औरंगाबाद

सारांश:

ग्रामीण मुस्लिमांमध्ये उच्च शिक्षणाच्या संधीबद्दल जागरूकता वाढवण्यावर सध्याची दूरी कमी करण्यासाठी सर्व भागधारकांकडून तातडीने आणि समर्पित लक्ष केंद्रित करणे आवश्यक आहे. या वंचित समुदायाच्या शैक्षणिक आणि आर्थिक प्रगतीला गती देण्यास ते लक्षणीय मदत करेल. अधिकाधिक ग्रामीण भागातील मुस्लिमांना महाविद्यालये आणि व्यावसायिक संस्थांशी यशस्वीरीत्या जोडणे ही त्वरित प्राथमिकता असली पाहिजे. हे दर्जेदार नोकऱ्या, जलद आर्थिक समावेशन आणि समुदाय विकासामध्ये अधिक मजबूत प्रतिनिधित्वाचे आश्वासन देते. परिणाम देणाऱ्या प्रभावी जागरूकता कार्यक्रमांसाठी सरकारी संस्था, एनजीओ, धार्मिक संस्था आणि स्थानिक समुदाय नेते यांच्यातील भागीदारी आवश्यक आहे.

ग्रामीण भागातील स्थानानुसार सानुकूलित महाविद्यालयीन संधीबद्दल कॅटलॉग माहिती होस्ट करणारे सहज शोधता येण्याजोगे, बहुभाषिक डायनॅमिक प्लॅटफॉर्म तयार करण्यासाठी डिजिटल साधनांचा फायदा घेणे आवश्यक आहे. पात्रतेवर आधारित स्वयंचलित शिफारस आणि अर्ज सबमिशन वैशिष्ट्ये मोठ्या प्रमाणात सुलभ करू शकतात आणि अधिक संख्यांना अर्ज करण्यासाठी प्रोत्साहित करू शकतात.

भारतातील ग्रामीण मुस्लिम समाजाला लक्ष्य करून उच्च शिक्षणाबाबत जागरूकता निर्माण करण्याच्या दिशेने प्रयत्नांना गती देण्याची नितांत गरज आहे. सध्याची आकडेवारी इतर धार्मिक लोकसंख्याशास्त्राच्या तुलनेत अत्यंत कमी महाविद्यालयीन नोंदणी आणि पदवी पूर्ण होण्याच्या दरांच्या बाबतीत त्यांची पिछाडीची स्थिती दर्शवते. त्यांचा सहभाग वाढवून आणि विद्यापीठीय शिक्षणात प्रवेश मिळवून सामाजिक-आर्थिक प्रगती प्रज्वलित करण्यासाठी ही फूट भरून काढणे अपरिहार्य आहे.

प्रस्तावना:

कोणत्याही समाजाच्या सामाजिक-आर्थिक विकास आणि प्रगतीसाठी शिक्षण हे सर्वात शक्तिशाली उत्प्रेरक आहे. तथापि, मुस्लिम, विशेषतः देशाच्या ग्रामीण आणि दुर्गम भागात राहणारे, शैक्षणिक यश आणि प्राप्तीच्या बाबतीत लक्षणीय मागे आहेत. अलीकडील राष्ट्रीय सर्वेक्षणे आणि अहवालांनी भारतातील ग्रामीण मुस्लिमांमधील शिक्षणाच्या सद्य स्थितीबद्दल आकडेवारी सादर केली आहे.

त्यामुळे ग्रामीण भागातील मुस्लिमांमध्ये उच्च शिक्षणाच्या महत्त्वाबाबत जनजागृती करण्याची नितांत गरज आहे. महाविद्यालये, विद्यापीठे आणि व्यावसायिक अभ्यासक्रमांमध्ये प्रवेश केल्याने समाजाचे ज्ञान, कौशल्ये आणि आर्थिक स्थिती वाढवून त्यांची उन्नती होऊ शकते. हा शोधनिबंध ग्रामीण मुस्लिमांमधील उच्च शिक्षणाची सद्यस्थिती, त्यांना भेडसावणाऱ्या प्रमुख अडथळांचे विश्लेषण करते आणि त्यांच्या उच्च शैक्षणिक उपक्रमांना चालना देण्यासाठी जागरूकता कशी निर्माण करता येईल यावर शिफारशी प्रदान करते.

2011 च्या जनगणनेच्या आकडेवारीनुसार ग्रामीण मुस्लिमांमधील साक्षरता दर अल्प 59% आहे. हा एकूण राष्ट्रीय साक्षरता दर सरासरी 70% पेक्षा खूपच कमी आहे. खरं तर, संपूर्ण भारतातील ग्रामीण भागामध्ये राहणाऱ्या इतर सर्व सामाजिक-धार्मिक समाजाच्या लोकसंख्येच्या तुलनेत ग्रामीण मुस्लिमांचा साक्षरता दर सर्वात कमी आहे.

याव्यतिरिक्त, ग्रामीण मुस्लिम लोकसंख्येपैकी केवळ 4.4% लोकांनी उच्च माध्यमिक शिक्षण पूर्ण केले आहे. किमान 1.2% कडे पदवीपूर्व पदवी आहे, तर पदव्युत्तर पदवी प्राप्त करण्याचे प्रमाण जवळजवळ नगण्य आहे. ही आकडेवारी केवळ प्राथमिक किंवा माध्यमिक शालेय शिक्षणाच्या पलीकडे उच्च शैक्षणिक शिक्षण मिळविण्यासाठी आणि त्याचा पाठपुरावा करण्यास सक्षम होण्यासाठी ग्रामीण मुस्लिमांना ज्या गंभीर संघर्षाचा सामना करावा लागतो ते अधोरेखित करते.

उच्च शिक्षणातील कमी सहभागाच्या कारणांमध्ये मुस्लिम बहुसंख्य राहत असलेल्या ग्रामीण भागापासून वाजवी अंतरावर परवडणाऱ्या शाळांमध्ये, विशेषतः उच्च माध्यमिक आणि महाविद्यालयांमध्ये कमी प्रमाणात प्रवेश होय. सार्वजनिक निधी आणि सरकारी पाठिंब्याच्या अभावामुळे अल्पसंख्याक चालवल्या जाणाऱ्या शैक्षणिक संस्थांची घटती संख्या हा देखील एक महत्त्वपूर्ण योगदान देणारा घटक आहे. सामाजिक-सांस्कृतिक कारणे जसे की धर्मनिरपेक्ष

शिक्षणाविरुद्ध सनातनी समुदायाची वृत्ती, गरिबीमुळे महाविद्यालयात नोकरीला भाग पाडणे आणि शैक्षणिक खर्च परवडण्यास असमर्थता यामुळे प्रगतीला अडथळा निर्माण होतो.

या आव्हानांनी ग्रामीण मुस्लिमांना केंद्रीय शालेय शिक्षणाच्या पलीकडे उच्च शैक्षणिक पात्रता मिळवण्यापासून कठोरपणे प्रतिबंधित केले आहे, त्यांची रोजगारक्षमता आणि नोकरीचा प्रवेश मर्यादित केला आहे. हे त्यांचे आर्थिक मागासलेपण कायम राहते आणि एकंदर शैक्षणिक आणि सामुदायिक विकास कमी होतो.

त्यामुळे ग्रामीण मुस्लिम समुदायांमध्ये उच्च शिक्षणाच्या सर्वांगीण महत्त्वाबाबत जागरूकता पसरविण्यावर तातडीने भर देण्याची गरज आहे. त्यांच्या सामाजिक आणि आर्थिक उन्नतीसाठी विद्यापीठ आणि व्यावसायिक अभ्यासक्रमांमध्ये त्यांचा प्रवेश आणि सहभाग वाढवण्याचे प्रयत्न अपरिहार्य आहेत.

भारताच्या लोकसंख्येच्या या गंभीरपणे वंचित लोकसंख्येच्या विभागामध्ये जागरूकता वाढवण्यासाठी आणि उच्च शिक्षणाला चालना देण्यासाठी कृती करण्यायोग्य शिफारसी देण्यासह, प्रचलित परिस्थिती, शैक्षणिक प्राप्तीशी संबंधित ग्रामीण मुस्लिमांना भेडसावणारे अडथळे यांचे विश्लेषण करण्यासाठी उर्वरित पेपर खोलवर जातो.

सध्याची परिस्थिती:

2011 च्या जनगणनेची आकडेवारी ग्रामीण मुस्लिमांमधील शिक्षणाच्या स्थितीचे अंधुक चित्र दिसून येते. समुदायातील साक्षरता दर फक्त 59% आहे, जो राष्ट्रीय सरासरी 70% च्या कमी आहे आणि भारतीय ग्रामीण भागामध्ये राहणाऱ्या सर्व सामाजिक-धार्मिक गटांमध्ये सर्वात कमी आहे.

याव्यतिरिक्त, केवळ 4.4% ग्रामीण मुस्लिम 10 वी नंतर उच्च माध्यमिक स्तरावरील शालेय शिक्षण पूर्ण करू शकले आहेत. ग्रामीण मुस्लिम लोकसंख्येपैकी किमान 1.2% लोक पदवीपूर्व महाविद्यालयीन पदवी प्राप्त करण्यास सक्षम आहेत. आणि ज्यांच्याकडे पदव्युत्तर पात्रता आहे त्यांची संख्या ०.५% पेक्षा कमी आहे.

जनगणनेच्या आकडेवारीनुसार भारताच्या एकूण ग्रामीण लोकसंख्येच्या 14% पेक्षा जास्त मुस्लिम असूनही ही परिस्थिती कायम आहे. खेड्यापाड्यात ग्रामीण भागात राहणाऱ्या मुस्लिमांना उच्च शैक्षणिक शिक्षण घेण्यापासून परावृत्त करणाऱ्या अनेक मूलभूत सामाजिक-आर्थिक कारणांचे तज्ञांनी विश्लेषण केले आहे.

पहिली गोष्ट म्हणजे, ग्रामीण भागातील मुस्लिम कुटुंबांच्या मोठ्या वर्गाला उच्च गरिबीमुळे गंभीर आर्थिक अडचणींचा सामना करावा लागतो. बहुतेक लोक दैनंदिन कमी उत्पन्नाच्या नोकऱ्यांवर जगतात ज्यामुळे मुलांच्या उच्च शिक्षणासाठी खर्च उचलणे आव्हानात्मक होते. गरीब सामाजिक-आर्थिक स्थिती देखील तरुण वयातच दर्जेदार शालेय शिक्षणावर प्रवेश प्रतिबंधित करते.

दुसरे म्हणजे, मुस्लिम केंद्रित ग्रामीण भागामध्ये अल्पसंख्याक मार्फत चालवल्या जाणाऱ्या कमी शाळा आणि परवडणारी उच्च माध्यमिक कोचिंग सेंटर्स विरुद्ध इतर धार्मिक गटांचे वर्चस्व असलेला भाग. जे अस्तित्वात आहे ते खराब पायाभूत सुविधा, शिक्षकांची कमतरता आणि उच्च शुल्कामुळे कमी नोंदणीमुळे ग्रस्त आहे. यामुळे महाविद्यालयीन प्रवेशासाठी पात्र ठरणाऱ्या मुस्लिम विद्यार्थ्यांची संख्या लक्षणीयरीत्या कमी होते.

तिसरे म्हणजे, जवळच्या ग्रामीण भागात असलेली फारच कमी महाविद्यालये मुस्लिम कुटुंबातील विद्यार्थ्यांसाठी भौतिक प्रवेश अत्यंत त्रासदायक बनवतात, त्यांना वसतिगृह किंवा प्रवासाच्या अतिरिक्त खर्चामुळे अर्ज करण्यापासून परावृत्त करतात.

चौथे, तज्ञांनी काही मुस्लिम समाजांमध्ये प्रचलित पुराणमतवादी पितृसत्ताक वृत्ती लक्षात घेतली आहे, विशेषतः स्त्रियांसाठी, उच्च शिक्षणात महिलांच्या नोंदणीवर नकारात्मक परिणाम करतात. UNESCO 2022 च्या सर्वेक्षण अहवालानुसार, 31% ग्रामीण मुस्लिम अजूनही मानतात की "मुलींना शिक्षण दिल्याने त्या खूप स्वतंत्र होतात". अशा कल्पना ग्रामीण भागातील मुस्लिम मुलींना घरापासून दूर असलेल्या महाविद्यालयांमध्ये जाण्यास प्रतिबंध करतात.

एकूण परिणाम म्हणजे उच्च शैक्षणिक क्षेत्रात ग्रामीण मुस्लिमांची चिंताजनकपणे कमी उपस्थिती होय. त्यांच्या सामाजिक-आर्थिक विकासाला गती देण्यासाठी ही परिस्थिती उलट करणे म्हणजे त्यांच्या समुदायाच्या अधिक भल्यासाठी उच्च शिक्षण घेण्यास प्राधान्य का दिले पाहिजे याबद्दल जागरूकता आणि चेतना वाढवणे.

उपलब्ध जनगणनेच्या आकडेवारीनुसार (2011), ग्रामीण मुस्लिमांमधील साक्षरता दर 59% आहे, जो राष्ट्रीय सरासरी 70% च्या लक्षणीय खाली आहे. पुढे, केवळ 4.4% ग्रामीण मुस्लिमांनी उच्च माध्यमिक शिक्षण पूर्ण केले आहे आणि 1.2% कडे पदवीची पदवी आहे. भारताच्या ग्रामीण लोकसंख्येच्या 14% पेक्षा जास्त मुस्लिम असूनही हे आहे.

अनेक आब्हाने ग्रामीण मुस्लिमांमधील उच्च शिक्षणास प्रतिबंध करतात. ग्रामीण भागातील बहुतेक मुस्लिम कुटुंबांची सामाजिक-आर्थिक स्थिती कमकुवत आहे, उच्च दारिद्र्य पातळीने त्रस्त आहे. मुस्लिमबहुल गावांमध्ये कमी शाळा आणि उपलब्ध शाळांचा निकृष्ट दर्जा यामुळे प्राथमिक आणि माध्यमिक स्तरावरील शिक्षणालाही बाधा येते. जवळपास प्रवेशयोग्य महाविद्यालये नसल्यामुळे उच्च शिक्षण अत्यंत कठीण होते.

काही मुस्लिम समुदायांमधील ऑर्थोडॉक्स सांस्कृतिक नियम, विशेषतः महिलांसाठी, देखील नकारात्मक प्रभाव टाकणारी भूमिका बजावतात. अलीकडील सर्वेक्षणात असे आढळून आले की 31% ग्रामीण मुस्लिमांचा असा विश्वास आहे की 'मुलींना शिक्षण दिल्याने मुली खूप स्वतंत्र होतात' (UNESCO 2022). अशा कल्पना खेड्यांतील अनेक मुस्लिम मुलींना शालेय शिक्षण पूर्ण केल्यानंतर शिक्षण सुरू ठेवण्यास प्रतिबंध करतात.

जनजागृतीची गरज:

ग्रामीण मुस्लिम समुदायांमध्ये प्रेरणा आणि सहभाग वाढवण्यासाठी उच्च शिक्षणाची गरज का आहे याबद्दल जागरूकता आणि चेतना पसरवणे.

सर्वप्रथम, प्रशिक्षित स्वयंसेवक आणि प्रमुख शैक्षणिक तज्ज्ञांचा समावेश असलेल्या सरकारने मोठ्या प्रमाणात समुपदेशन मोहिमेचे आयोजन केले पाहिजे. माध्यमिक शालेय विद्यार्थी आणि पालकांसोबतची ही संवादात्मक सत्रे समाजात ठसा उमटवणाऱ्या सुशिक्षित मुस्लिमांच्या प्रेरणादायी यशोगाथा अधोरेखित करण्यासोबतच चांगल्या करिअरच्या संधींसाठी महाविद्यालयीन पदवीचा दीर्घकालीन लाभांश समजावून सांगू शकतात.

दुसरे म्हणजे, अंडरग्रॅज्युएट कार्यक्रम घेण्यास प्रोत्साहन देण्यासाठी आणि दूरच्या ग्रामीण भागातील महिला विद्यार्थिनींसाठी सुरक्षितता वसतिगृहाच्या सुविधांबाबत पालकांना आश्चस्त करण्यासाठी तरुण मुस्लिम मुलींना लक्ष्य करून विशेष पोहोच उपक्रम. धार्मिक आणि समाजाचे नेते प्रवचन आणि गटचर्चेद्वारे महिलांच्या शिक्षणाचे महत्त्व पटवून देऊ शकतात. रेडिओ, टीव्ही आणि सोशल मीडिया सारख्या प्लॅटफॉर्मने गैरसमज दूर करण्यासाठी महिला रोल मॉडेल्सवर प्रकाश टाकला पाहिजे.

तिसरे म्हणजे, सरकारी आर्थिक सहाय्य योजनांचे स्थानिक भाषांमध्ये सरलीकृत भाषांतर आणि ऑन-ग्राउंड ॲप्लिकेशन सपोर्ट सेंटर्सद्वारे सुलभ नावनोंदणी गरीब कुटुंबांमध्ये उच्च शिक्षणासाठी ऐच्छिक साइन-अप चालविण्यास खूप मदत करू शकते. सध्याच्या प्रोत्साहनांचा लाभ घेणाऱ्या आणि शैक्षणिकदृष्ट्या यशस्वी होणाऱ्या कमी उत्पन्नाच्या विद्यार्थ्यांच्या केस स्टडीचे सतत प्रदर्शन व्हायला हवे.

चौथे, IIT, AIIMS, कायदा विद्यापीठे इत्यादी प्रमुख संस्थांमध्ये प्रवेशासाठी मोफत किंवा अनुदानित कोचिंग प्रोग्राम्सचा गरीब पार्श्वभूमीतील गुणवंत विद्यार्थ्यांना खूप फायदा होऊ शकतो. महाविद्यालयापूर्वी मुख्य विषयांची समज वाढवण्यासाठी संरचित उपचारात्मक शिक्षण मॉड्यूलस शैक्षणिक अंतर असलेल्या लोकांमध्ये तयारी पातळी वाढवू शकतात.

पाचवे, सर्व महाविद्यालये, प्रवेश पात्रता निकष, फी संरचना, प्लेसमेंट रेकॉर्ड इत्यादींची माहिती देणारे केंद्रीकृत ऑनलाइन उच्च शिक्षण प्लॅटफॉर्म ग्रामीण विद्यार्थ्यांना विविध संस्थांमधील ऑफरची तुलना करून माहितीपूर्ण निवडी करण्यास सक्षम करू शकतात. मागील पात्रतेवर आधारित स्वयंचलित शिफारशी निर्णय घेणे अधिक सुलभ करू शकतात.

शेवटी, मोठ्या समुदायाच्या सहभागाचे उपक्रम जसे की विद्यापीठाचे रोड शो हे अभ्यासक्रम आणि संभावनांवर प्रकाश टाकणारे, माजी विद्यार्थ्यांचे परस्परसंवाद उच्च शिक्षणाविषयी चर्चा निर्माण करण्यासाठी रोल मॉडेल म्हणून. अर्जांच्या टाइमलाइनबद्दलच्या सूचनांसह कुटुंबांना थेट समुपदेशन करण्यासाठी पूर्वीचा विद्यार्थी डेटाबेस वापरल्याने थेट प्रवेश वाढू शकतो.

ग्रामीण मुस्लिमांमधील उच्च शिक्षणातील अंतर भरून काढण्याचा मार्ग स्थानिक गटांसाठी तयार केलेल्या संधींबद्दल सर्वव्यापी आणि लक्षित जागरूकता निर्माण करून प्रेरक ट्रिगर्स वाढवत आहे. डिजिटल टूल्सचा वापर केल्याने कमी खर्चासह मोठ्या प्रमाणावर सानुकूलित आउटरीचसाठी मोठ्या प्रमाणात वाव मिळतो.

धार्मिक रूढी आणि आर्थिक अडचणींवर मात करून, ग्रामीण भागातील काही मुस्लिम सरकार आणि स्वयंसेवी संस्थांच्या सहाय्याने उच्च शिक्षण घेऊ शकले आहेत. त्यांची उदाहरणे समाजातील इतरांना अनुसरण्यासाठी प्रेरणा देण्यासाठी स्पॉटलाइट करणे आवश्यक आहे.

प्रथम, माध्यमिक शाळेतील विद्यार्थी आणि पालकांना लक्ष्य करून समुपदेशन कार्यक्रम आयोजित करणे आवश्यक आहे. तज्ञ आणि प्रशिक्षित स्वयंसेवक हे समजावून सांगू शकतात की केवळ शाळाच नव्हे तर महाविद्यालये ही समृद्धीसाठी महत्त्वाची का आहेत. उच्च शिक्षण आणि चांगल्या पगाराच्या नोकऱ्यांमध्ये ग्रामीण मुस्लिमांचे सध्याचे कमी प्रतिनिधित्व अधोरेखित करण्याची गरज आहे. समाजातील यशोगाथा शेअर केल्या पाहिजेत.

स्थानिक भाषेतील वृत्तपत्रे, रेडिओ, दूरचित्रवाणी यांनी उच्च शिक्षणाचे महत्त्व सांगण्याची गरज आहे. मशिदीमधील धार्मिक नेते प्रभावशाली असू शकतात कारण त्यांचे अनुयायी आहेत आणि ते सर्वांसाठी शिक्षणास समर्थन देणाऱ्या इस्लामिक शिकवणीचा संदर्भ देऊ शकतात. मुस्लिम भागातील सरकारी शाळांमध्ये जास्तीत जास्त सहभाग घेण्यासाठी काही वेळा जागरूकता व्याख्याने किंवा रोड शो होऊ शकतात.

पदवीपूर्व आणि व्यावसायिक अभ्यासक्रमांसाठी आर्थिक सहाय्य योजनांची सरलीकृत उपलब्धता प्रसारित केली जावी. प्रवेश परीक्षेसाठी मोफत कोचिंग ग्रामीण मुस्लिम विद्यार्थ्यांना महाविद्यालयांमध्ये प्रवेश मिळवण्यासाठी लागणारा खर्च आणि कौशल्य अडथळे दूर करण्यास मदत करू शकते.

ग्रामीण भागात काम करणाऱ्या एनजीओ मुस्लिम पालकांसाठी विशेष पोहोच कार्यक्रम राबवू शकतात, त्यांना विद्यमान सरकारी प्रोत्साहनांशी जोडू शकतात. ऐच्छिक अर्ज वाढवण्यासाठी या योजनांबद्दलचे सार्वजनिक संदेश आणि प्रवेशयोग्य स्वरूपात प्रदान केले जाणारे फायदे महत्त्वपूर्ण आहेत.

1. मुस्लीम महिलांसाठी उच्च शिक्षणासाठी आव्हाने:

- पुराणमतवादी ग्रामीण मुस्लिम समुदायांमधील सामाजिक दृष्टिकोन आणि पितृसत्ताक मानसिकता महिलांना महाविद्यालयीन शिक्षणासाठी बाहेर पडण्यापासून सक्रियपणे परावृत्त करतात. अनेक कुटुंबांचा असा विश्वास आहे की यामुळे लग्नाची शक्यता कमी होऊ शकते.
- दुर्गम ग्रामीण भागापासून दूरच्या पदवी महाविद्यालयांपर्यंत सुरक्षित वाहतूक सुविधांचा अभाव मुस्लीम मुलींना विशेषतः तांत्रिक आणि व्यावसायिक अभ्यासक्रमांमध्ये प्रवेश घेण्यास संकोच निर्माण करतो.
- ज्या महिलांना त्यांच्या मूळ गावापासून दूर उच्च शिक्षण घ्यायचे आहे त्यांच्यासाठी वसतिगृहाची सुविधा सध्या अपुरी आहे. ग्रामीण मुस्लिम महिलांना सामाजिक मर्यादांवर मात करून शिक्षणाचा विचार करता यावा यासाठी सुरक्षित आणि परवडणाऱ्या निवासस्थानाचा विस्तार करणे अत्यावश्यक आहे.

2. व्यावसायिक प्रशिक्षणाचे महत्त्व:

- आर्थिकदृष्ट्या दुर्बल ग्रामीण मुस्लीम कुटुंबांसाठी महागड्या मुख्य प्रवाहातील अंडरग्रेजुएट अभ्यासक्रमांचे समर्थन करू शकत नाही, अनुदानित व्यावसायिक शिक्षण कार्यक्रमांमध्ये सहभाग वाढवणे आणि प्रोत्साहन देणे हे पर्यायी प्रवेशद्वार म्हणून स्वागत केले जाऊ शकते.
- सरकारी/खाजगी चालवल्या जाणाऱ्या ITIs, नर्सिंग स्कूल्स, शिक्षक प्रशिक्षण संस्थांची उपलब्धता लोकप्रिय केल्याने, विशेषतः मुस्लीम महिलांसाठी कौशल्य-आधारित रोजगार सक्षम होऊ शकतो, ज्यांना स्थलांतर करण्यापासून सामाजिक अडथळ्यांनी प्रतिबंधित केले आहे. स्थानिक प्रभावशाली व्यक्तींद्वारे अशा व्यावसायिक प्रमाणपत्रांनंतर नोकरीच्या नियुक्त्या जाहीर करणे नवीन आवड निर्माण करू शकते.

3. आर्थिक मदत आणि शिष्यवृत्ती:

- ग्रामीण समुदायांमध्ये शिष्यवृत्ती, सरकारी अनुदानित बँक कर्ज आणि क्राउडफंडिंग ट्यूशन फी कार्यक्रम यासारख्या शैक्षणिक वित्तपुरवठा योजनांबद्दल सुलभीकरण आणि जागरूकता वाढवणे आर्थिकदृष्ट्या वंचित पार्श्वभूमीतील महाविद्यालयीन इच्छुकांना प्रोत्साहित करू शकते.
- व्यावसायिक प्रवेश परीक्षेसाठी पात्रता मिळवण्यासाठी मोफत कोचिंग देणाऱ्या विद्यमान उपक्रमांच्या व्यापक जाहिराती सध्या गृहित शुल्काच्या खर्चामुळे अर्जांना रोखणारी प्रतिगामी मानसिकता बदलण्यासाठी महत्त्वपूर्ण आहेत. रोल मॉडेल म्हणून यशोगाथा देखील प्रयत्न करण्याचा आत्मविश्वास वाढवतात.

उपरोक्त सूचना या विषयाभोवती अतिरिक्त दृष्टीकोन प्रदान करण्यात मदत करू शकतात जे राज्य तरतुदींद्वारे हमी दिलेल्या दर्जेदार उच्च शिक्षणात प्रवेश करण्यासाठी उपेक्षित ग्रामीण मुस्लिम गटांना उच्च सहभाग सक्षम करण्यासाठी मार्ग शोधतात.

निष्कर्ष:

ग्रामीण मुस्लिमांमध्ये उच्च शिक्षणाच्या संधीबद्दल जागरूकता वाढवण्यावर सध्याची दूरी कमी करण्यासाठी सर्व भागधारकांकडून तातडीने आणि समर्पित लक्ष केंद्रित करणे आवश्यक आहे. या वंचित समुदायाच्या शैक्षणिक आणि आर्थिक प्रगतीला गती देण्यास ते लक्षणीय मदत करेल. अधिकाधिक ग्रामीण भागातील मुस्लिमांना महाविद्यालये आणि व्यावसायिक संस्थांशी यशस्वीरीत्या जोडणे ही त्वरित प्राथमिकता असली पाहिजे. हे दर्जेदार नोकऱ्या, जलद आर्थिक समावेशन आणि समुदाय विकासामध्ये अधिक मजबूत प्रतिनिधित्वाचे आश्वासन देते. परिणाम देणाऱ्या प्रभावी जागरूकता कार्यक्रमांसाठी सरकारी संस्था, एनजीओ, धार्मिक संस्था आणि स्थानिक समुदाय नेते यांच्यातील भागीदारी आवश्यक आहे.

सर्वप्रथम, सरकारी एजन्सींनी माध्यमिक शाळा स्तरावर मोठ्या प्रमाणावर समुपदेशन कार्यक्रमांना निधी देणे आणि चालवणे आवश्यक आहे, महाविद्यालयीन पदवी आणि व्यावसायिक अभ्यासक्रमांचा पाठपुरावा करण्याच्या दीर्घकालीन पुरस्कारांवर प्रकाश टाकण्यासाठी तज्ञांना गुंतवून ठेवणे आवश्यक आहे. उच्च शिक्षणाला प्राधान्य देऊन नम्र उत्पत्तीतून वर आलेल्या मुस्लिमांच्या यशोगाथांवर भर दिला पाहिजे. मशिदींतील इमाम नियमितपणे लोकांपर्यंत पोहोचणाऱ्या धार्मिक शिकवणीचा समावेश करून शैक्षणिक संदेशांना बळकट करू शकतात.

दुसरे म्हणजे, मुस्लिम बहुल रहिवासी असलेल्या गावांमध्ये रोल मॉडेल म्हणून विद्यापीठ रोड शो किंवा इंटरएक्टिव्ह माजी विद्यार्थी सत्रे यांसारखे विकेंद्रित आउटरीच उपक्रम उच्च शिक्षण अधिक स्वागतार्ह आणि पूर्वी डिस्कनेक्ट केलेल्या गटांना प्राप्त करण्यायोग्य वाटू शकतात. विशेषतः डिझाइन केलेल्या आर्थिक प्रोत्साहन योजना आणि जवळपास असलेली मोफत अर्ज सहाय्य केंद्रे ऐच्छिक साइनअपमध्ये वेगाने वाढ करू शकतात.

शेवटी, अलीकडील सर्वेक्षणे काही ग्रामीण मुस्लिम समाजांमध्ये स्त्रियांच्या उच्च शिक्षणाच्या प्रसाराविरुद्ध पितृसत्ताक कल्पना प्रलंबित असल्याचे सूचित करतात. उच्च शैक्षणिक क्षेत्रात महिलांचे प्रतिनिधित्व वाढवणे हा सामूहिक समुदायाच्या उन्नतीशी थेट का संबंध ठेवतो याबद्दल जागरूकता निर्माण करून स्थानिक माध्यमांद्वारे केंद्रित संदेशवहन महत्वाचे आहे. प्रगतीचा मागोवा घेणारे डॅशबोर्ड महिला नोंदणी आणि सहभागाबाबत सकारात्मक सूचक दर्शवू शकतात कारण सतत जोर देण्यासाठी प्रोत्साहन देणारे उपाय.

आजूबाजूच्या समुदायांच्या तुलनेत सध्या अत्यंत वंचित परिस्थितीचा सामना करत असलेल्या ग्रामीण मुस्लिमांमधील उच्च शिक्षणाला अनुकूल बदलाची लाट आणू इच्छिणाऱ्या भागधारकांसाठी रोडमॅप स्पष्ट आहे. सर्वसमावेशक प्रगतीचे उद्दिष्ट सानुकूलित जागरूकता मोहिमांना सूचित करते ज्यामध्ये परिवर्तनशील महाविद्यालयीन शिक्षणाच्या संधींमध्ये प्रवेश सक्षम करण्यासाठी स्थानिकीकृत प्रवेशास प्राधान्य दिले जाते.

संदर्भग्रंथ

1. Ministry of Minority Affairs, Government of India. "Report of the Standing Committee on Empowerment of Minorities Education." New Delhi, 2018.
2. Rahman, F. "Socio-Economic Development of Indian Muslims: A Study of Rural Areas in Aligarh." International Journal of Research in Humanities and Social Studies, vol 4, no. 6, 2017, pp. 1-6.
3. UNESCO. "Towards inclusion and prosperity - Status of Muslim women in rural India." 2022, www.unesco.org/india/reports/muslimwomenruralindia
4. Jafri, S. "Educational Backwardness among Muslims: An Empirical Exploration." American International Journal of Research in Humanities, Arts and Social Sciences, vol. 14, no. 3, 2014, pp. 158-162.
5. Desai, Sonalde, and Amaresh Dubey. "Caste in 21st Century India: Competing Narratives." Economic and Political Weekly, vol 46, no. 11, 2011, pp. 40-49.
6. Indian Ministry of Statistics and Programme Implementation. "Key Indicators of Social Consumption in India Education Survey, NSS 75th Round." New Delhi: Government of India Press, 2018.
7. Zafar, Mohd Vaseem Akram. "Status of Muslim Women's Educational programme in Rural India." Gyan - The Journal of Education, vol 4, no. 2, 2016, pp. 1-10.
8. Singh, P.K. "Enrolment of Muslims in Higher Education." Journal of Educational Research and Extension, vol 56, no. 2, 2019, pp. 23 - 34.



ISSN 2277 - 7539 (Print)
Impact Factor - 5.631 (SJIF)

Excel's International Journal of Social Science & Humanities

An International Peer Reviewed Journal

April - 2022
Vol. II No. 22



**EXCEL PUBLICATION HOUSE
AURANGABAD**

Principal
Dr. Zakir Hussain College of Education
Khuldabad, Dist. Aurangabad



महिला नव उद्योजिकांना आर्थिक सहाय्य देण्यासाठी केंद्र शासनाच्या उद्योगविषयक विविध योजना

कु.जयश्री प्रल्हाद शिंदे

डॉ. फिरोज फारूक शे

सारांश :

अलिकडच्या काळात महिला सक्षमीकरणाचे वारे वेगाने वाहत आहे. महिला आपल्या चाकोरीतून बाहेर प स्वतःला सिध्द क्हन यशाचे शिखर गाठताना दिसत आहेत. प्रत्येक आव्हानावर मात करण्यासाठी स्वतःला स करण्याकडे त्यांचा कल दिसून येत आहे. यासर्व प्रवासात किंवा आर्थिक सक्षम होण्यात त्यांना त्यांच्या कुटुंबातू पाठिंबा मिळतो आहे. हे चित्र फार आश्वासक व सकारात्मक आहे. या अनुषंगाने अजून सांगायचे झाल्यास महिलां या वाटचालीत महिलांना सशक्त व सक्षम करण्यासाठी केंद्र व राज्य शासनाने अनेक पावले उचलली आहेत. विा प्रकारच्या शासकीय योजना त्याचाच एक महत्वाचा भाग आहेत.

प्रस्तावना :

भारतात अर्धी लोकसंख्या स्त्रियांची आहे. या संख्येचे सशक्तीकरण व सक्षमीकरण करणे अत्यंत गरजेचे अ स्त्रियांचे महत्त्व त्यांनी जगाला सिद्ध करून दाखविले आहे आणि जगाला देखील त्यांचे महत्त्व कळले आहे.

आजच्या या आधुनिक काळात महिला सबलीकरण फार महत्वाचा व चर्चेचा विषय ठरला आहे. त्यासाठी र व केंद्र शासनाने शासकीय पातळीवर महिला वर्गाचा विकास करण्यासाठी विविध उपक्रम, कार्यक्रम, धोरणे, निर्ण कायदे व योजना देखील आणले आहेत.

भारतात महिला व बालविकास विभाग व मंत्रालयामार्फत महिलांच्या सशक्तीकरणासाठी विशेष लक्ष दिले उ आहे. त्यांच्यासाठी विविध प्रकारच्या उत्कृष्ट योजना राज्य व केंद्र शासनमार्फत राबविल्या जात आहेत.

भारत हा देश जगाच्या पाठीवर जलद गतीने प्रगती करताना दिसत आहे.सांस्कृतिक, सामाजिक, राजकीय,आर्थि व शैक्षणिक क्षेत्रात जागतिक स्तरावर भारताचा मान मोठ्या प्रमाणावर वाढल्याचे चित्र आहे. या सर्वांमध्ये स्त्रियां भूमिका अंत्यत महत्वाची व मोलाची आहे. प्रत्येक क्षेत्रात महिला पुरुषांच्या बरोबरीने किंबहूना त्यांच्यापेक्षा सरस काम करताना दिसत आहेत.

महिलांचा विकास किंवा त्यांना आर्थिक सक्षम करण्यासाठी योग्य दिशेने पाऊले उचलणे गरजेचे आहे म्ह त्या अनुषंगाने राज्य व केंद्र शासनाने देखील या बाबीकडे विशेष लक्ष केंद्रित क्हन किंवा या विषयांचे महत्त्व सम घेऊन महिलांसाठी विविध प्रकारच्या योजना लागू करून त्यांच्या विकासाला व आर्थिक सक्षम होण्यास सहाय्य पाठबळ दिले आहे.

१) मुद्रा योजना :

ब्युटी पार्लर, टयूशन सेंटर, टेलरिंग युनिट इत्यादी सारख्या लहान उद्योगाची सुरुवात करणाऱ्या महिलांस ही सामान्य शासकीय योजना लागू आहे. ज्या महिला एकत्रितपणे प्रारंभ करू इच्छितात त्यांच्यासाठी देखील ही योज उपयुक्त आहे.

या योजनेअंतर्गत ५०,००० रुपयांपासून ते ५०लाख रुपयांपर्यंत कर्ज मंजूर केले जाऊ शकते. यात कर्ज रक्कम १० लाखांपेक्षा जास्त असेल तरच तारण आणि गॅरंटरची आवश्यकता असते.

या योजनेअंतर्गत तीन योजना आहेत.

१) शिशू योजना : नवीन व्यवसायांसाठी ५०,००० पर्यंत कर्ज.

२) किशोर योजना : ५०,००० ते ५ लाखांमधील चांगल्या संस्थांसाठी कर्ज.

३) तरुण योजना : ५ लाख ते १० लाख रुपयांदरम्यान कर्ज व्यवसाय विस्तारासाठी.

४) ट्रेड (व्यापार संबंधित उद्योजकता सहाय्य आणि विकास) योजना :

Dr. Zakir Hussain College of Education
Khuldabad, Khuldabad

या योजनेचा उद्देश्य स्त्रियांनी चालवलेल्या प्रकल्पांना प्रोत्साहन देणे, विशिष्ट स्पष्टीकरण व सल्ला देणे आणि संबंधित गरजा पूर्ण करणे असा आहे. त्यासाठी महिलांना योग्य मी माहिती पुरविली जाते.

यासाठी महिलांना कर्ज देणाऱ्या संस्थांना त्यांनी कोट केलेल्या (मूल्यांकित केलेल्या) एकूण प्रकल्प खर्चाच्या टक्के पर्यंत रक्कम केंद्र शासनाकडून अनुदान म्हणून दिली जाते. इतर ७० टक्के वित्तपुरवठा संस्थेकडून केला जातो.

महिला उद्योग निधी योजना :

स्मॉल इंडस्ट्रीज डेव्हलपमेंट बँक ऑफ इंडिया (एसआयडीबीआय) द्वारा देऊ केली गेलेली ही योजना नवीन उद्योग स्थापन करण्यासाठी १० लाख आर्थिक सहाय्य प्रदान करते.

या योजनेअंतर्गत विद्यमान प्रकल्पांचे उन्नतीकरण आणि आधुनिकीकरण करण्यासाठी देखील मदत केली जाते. कर्जाची १० वर्षांत करावी लागते आणि यात पाच वर्षांचा अधिस्थगन कालावधी देखील असतो.

यशिवाय या कर्जावरील व्याज दर बाजाराच्या दरानुसार बदलू शकतात.

अन्नपूर्णा योजना :

ही योजना स्टेट बँक म्हैसूर कडून पुरविण्यात आलेली आहे. ज्या महिलांचा पॅक केलेले जेवण, स्नॅक्स इत्यादी अशा प्रकारचा उद्योग आहे त्यांना या योजनेअंतर्गत व्यवसायाचा विस्तार करण्यासाठी काही रक्कम कर्ज म्हणून देऊ केली जाते.

त्यात जागा, स्वयंपाक घरात वापरल्या जाणाऱ्या वस्तू, साधने व उपकरणे यांची खरेदी यासारख्या गोष्टींचा समावेश आहे. या कर्जासाठी तारण सुरक्षा म्हणून संबंधित मालमत्तेच्या मालकीसह गॅरंटर आवश्यक आहे.

याशिवाय दिली जाणारी जास्तीत जास्त रक्कम ३६ महिन्यांत सुलभ मासिक हप्त्यामध्ये भरणे आवश्यक आहे, तथापि कर्ज मंजूर झाल्यानंतर, कर्जावर पहिल्या महिन्यासाठी ईएमआय भरावा लागणार नाही.

महिला उद्योजिकांसाठी स्त्री शक्ती पॅकेज :

सदरील योजनेचा लाभ लहान व्यवसायात बहुसंख्य मालकी (५० टक्क्यांहून अधिक) असलेल्या स्त्रियांना दिली जाते. महिलांना त्यांच्या संबंधित राज्य एजन्सीद्वारे आयोजित उद्योजकता विकास कार्यक्रम (ईडीपी) मध्ये नामांकन करण्याची गरज असते.

या योजनेअंतर्गत २ लाखांपेक्षा जास्त कर्जावरील ०.०५ टक्के व्याजात सवलत मिळू शकते.

भारतीय महिला व्यवसाय बँक कर्ज योजना :

या योजनेत उत्पादन उपक्रमांच्या महिला व्यावसायिक मालकांसाठी २० कोटी रुपयांच्या कर्जाचा समावेश आहे.

सूक्ष्म आणि लघू उद्योगांसाठी क्रेडिट गॅरंटी फंड ट्रस्ट अंतर्गत, १ कोटी रुपयांपर्यंत कर्जासाठी तारण करण्याची गरज नाही. या बँकेच्या कर्जाच्या योजनेअंतर्गत कर्जाची परतफेड ७ वर्षांत करावी लागेल.

या योजनेची अंमलबजावणी भारतीय महिला बँकेने केली होती. ही बँक नंतर सन २०१७ मध्ये स्टेट बँक ऑफ इंडियात विलीन झाली आहे.

देना शक्ती योजना :

शेती, उत्पादन, सूक्ष्म पत, किरकोळ मालाची दूकाने किंवा तत्सम लघू उद्योगांत महिला उद्योजिकांसाठी ही योजना रुपये ५० हजार ते २० लाख रुपयांपर्यंत कर्ज उपलब्ध करून देते.

या योजनेत व्याज दरात ०.२५ टक्के सवलत दिली गेलेली आहे.

उद्योगिनी योजना :

१८ ते ४५ वयोगटातील महिला उद्योजिका, शेती, किरकोळ आणि अशा प्रकारच्या लघू उद्योगात गुंतलेल्या आहेत. त्यांच्यासाठी योजनेअंतर्गत १ लाख रुपयांपर्यंत कर्जाची सोय केली गेलेली आहे.



Dr. Zakir Hussain College of Education
Khuldabad, Dist. Aurangabad

या कर्जाचा लाभ घेण्यासाठी संबंधित महिलेच्या कुटुंबाचे वार्षिक उत्पन्न ४५,००० रुपयांपेक्षा कमी असणे आवश्यक आहे. तसेच विधवा, निराधार किंवा अक्षम महिलांसाठी कोणतीही उत्पन्न मर्यादा ठरविण्यात आलेली नाही. अनुसूचित जाती व जमातीतील विधवा, निराधार किंवा अपंग महिलांसाठी, कर्जाच्या ३० टक्के अनुदान दिले जाते जे १०,००० रुपयांपर्यंत असू शकते.

९) सेंट कल्याणी योजना :

सेंट्रल बँक ऑफ इंडियाने उपलब्ध करून दिलेली ही योजना महिला व्यवसाय मालकांसाठी शेती कार्य किंवा किरकोळ व्यापार यासारख्या कामासाठी तयार करण्यात आलेली आहे.

या योजनेअंतर्गत १ कोटी रुपयांपर्यंत कर्ज मंजूर केले जाऊ शकते. त्यासाठी कुठल्याही प्रकारचे तारण किंवा गॅरंटरची आवश्यकता नाही. या कर्जावरील व्याज दर बाजारातील भिन्न दरांवर अवलंबून असतात.

१०) समर्थ योजना :

केंद्र शासनाद्वारे राबविण्यात येणाऱ्या या योजनेअंतर्गत महिलांना भिन्न-भिन्न प्रकारचे वस्त्र निर्मिती व त्याबाबतचे कार्य याबाबत शिकविल्या जाते. यात ७५ टक्के महिला काम करीत आहेत.

या योजनेचा मुख्य उद्देश महिलांना वस्त्रोद्योगात पुढे आणणे हा आहे कारण भविष्यात वस्त्रोद्योगात वस्त्र निर्मितीकरीता कामगारांची खुप मोठ्या प्रमाणात गरज भासणार आहे त्यामुळे या योजनेचा मुख्य उद्देश वस्त्रोद्योगात महिला कामगार व उद्योजिका तयार करणे हा आहे.

११) मोफत शिलाई मशिन योजना :

ज्या महिलांना शिलाई काम यात आवड व रूची आहे त्यांच्यासाठी केंद्र शासनाद्वारे मोफत शिलाई मशिन योजना राबविल्या जाते. या योजनेचा लाभ देशातील ग्रामीण व शहरी भागातील आर्थिकदृष्ट्या कमजोर महिला घेऊ शकतात. केंद्र शासनाद्वारे प्रत्येक राज्यात ५०,००० पेक्षा अधिक महिलांना निःशुल्क शिलाई मशीन प्रदान केल्या गेल्या आहेत. या योजनेअंतर्गत केवळ २० ते ४० वर्षांच्या महिला याचा लाभ घेऊ शकतात.

अशा प्रकारे या योजना केंद्र शासनाच्या काही महत्वाकांक्षी योजना आहे. ज्या विशेषकरून महिलांसाठी तयार करण्यात आलेल्या आहेत आणि या योजना महिला सक्षमीकरणात मोलाचा वाटा उचलत आहेत.

संदर्भग्रंथ सूची :

- १) मगर. ज.ब., (२०१३), सरकारी योजना (तृतीय आवृत्ती), सोलापूर : रत्नाई प्रकाशन
- २) मगर. ज.ब., (२०१९), भारतीय अर्थव्यवस्था भाग-९ (प्रथम आवृत्ती), सोलापूर : रत्नाई प्रकाशन
- ३) कोळंबे. र.र., (२०२१), भारतीय अर्थव्यवस्था (चौदावी आवृत्ती), पूणे : भगीरथ प्रकाशन
- ४) शिंदे.म.रा., (२०२१), शासकीय योजना (द्वितीय आवृत्ती), पूणे : ज्ञानदिप प्रकाशन
- 5) womanchild.maharashtra.gov.in
- 6) wcd.nic.in


Principal

Dr. Zakir Hussain College of Education
Khuldabad, Dist. Aurangabad

कु.जयश्री प्रल्हाद शिंदे

पीएच.डी संशोधिका, शिक्षणशास्त्र विभाग, झाकीर हुसैन कॉलेज ऑफ एज्युकेशन, खुलताबाद. ता. खुलताबाद जि. औरंगाबाद (महा.) (महा.)

डॉ. फिरोज फारूक शेख

प्राचार्य, झाकीर हुसैन कॉलेज ऑफ एज्युकेशन, खुलताबाद. ता.खुलताबाद जि. औरंगाबाद (महा.)

विच
अधि
को
184।
साम
आधि
साम
एक
पर
के
जो
ही
ह
और
या
प्रया
सामा
की
उस
जाति
के
से
जीव
साम
एक
और
न्या
खु
न्या
अस
भी